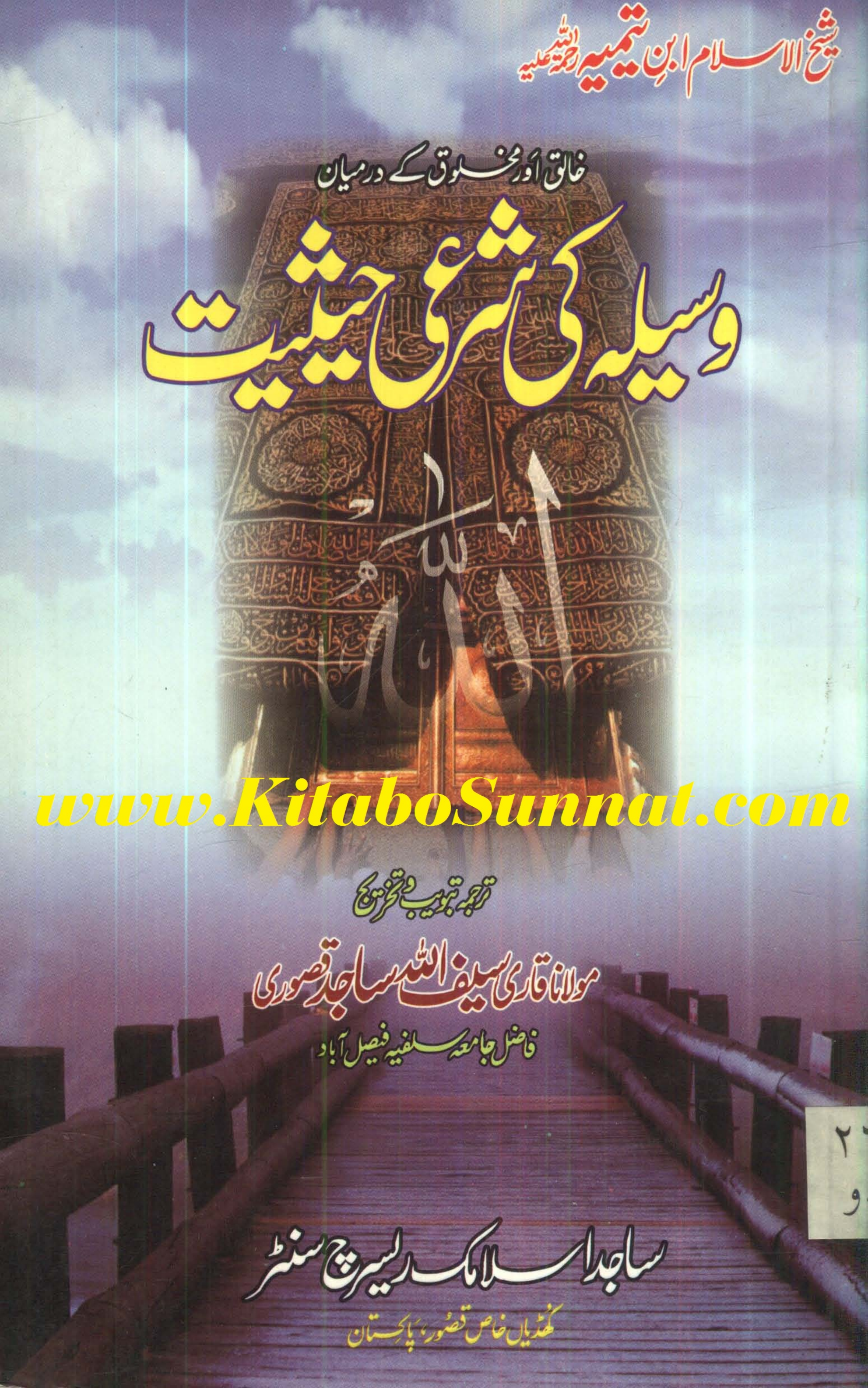
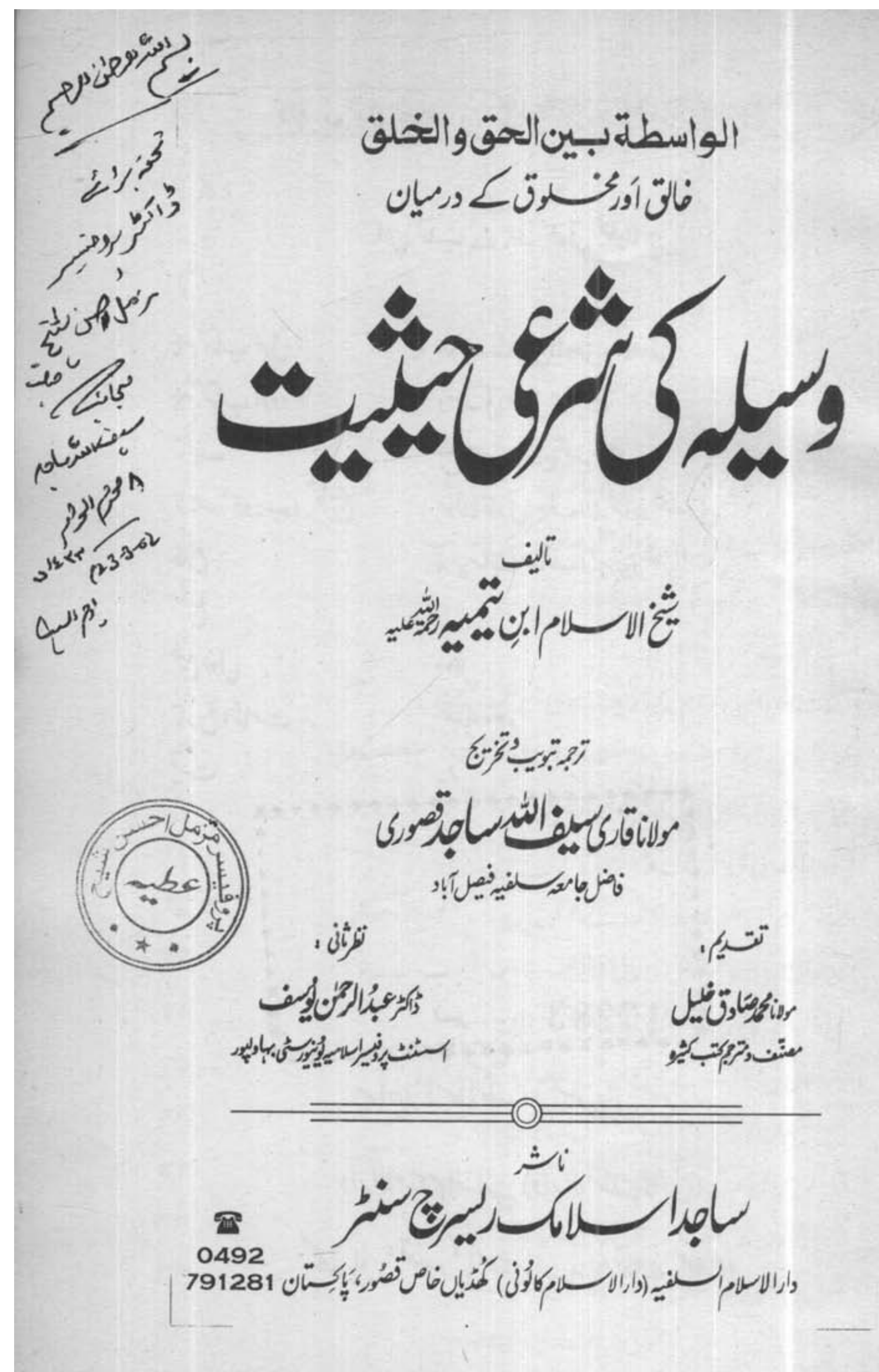


شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ
خالق اور مخلوق کے درمیان
وسیلہ کی شرعی حیثیت
www.KitaboSunnat.com
ترجمہ تبویب و تخریج
مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری
فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد
ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر
کھڈیاں خاص قصور، پاکستان



الواسطة بين الحق والخلق

خالق اور مخلوق کے درمیان

وسیلہ کی شرعی حیثیت

تالیف

شیخ الاسلام ابنِ تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ تبویب و تخریج

مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری

فاضل جامعہ سلفیہ فیصل آباد

تقدیم:

مولانا محمد صادق خلیل

مصنف و مترجم کتب کثیرہ

نظر ثانی:

ڈاکٹر عبد الرحمٰن یوسف

اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ناشر

ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر

دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھڈیاں خاص قصور، پاکستان

0492 791281

نام کتاب عربی الواسطہ بین الحق والخلق

نام کتاب اردو وسیلہ کی شرعی حیثیت

تالیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ، تبویب و تخریج مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری

طابع مدیر ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر پاکستان

مطبع

طبع اول ۱۱۰۰

تاریخ اشاعت ستمبر ۲۰۰۱ء

قیمت /-

ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر

دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی)

کھڈیاں، قصور، پاکستان فون: ۷۹۱۲۸۱۔۰۴۹۲

فہرست



انتساب

والد محترم، فضیلۃ الاستاذ شیخ الحدیث

حضرت مولانا **عبدالخالق سلفی** حفظہ اللہ تعالیٰ

بانی و مہتمم

دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی)

کھڈیاں، قصور

کے نام



کلمہ تشکر

رسالہ ہذا کے ترجمہ، تبویب اور تخریج کا سلسلہ پایہ تکمیل تک پہنچنے پر میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سربسجود ہوں جس کی توفیق ہی سے تمام کام پایہ تکمیل تک پہنچتے ہیں۔ (الحمدللہ علی ذٰلک)

اسی طرح رسول اکرم ﷺ کا فرمان گرامی ہے۔

لَا یَشْکُرُاللّٰہَ مَنْ لَّا یَشْکُرُ النَّاسَ (ابوداوٗد، الادب، باب فی شکرالمعروف حدیث:۴۸۱۱)

"جو شخص لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کرتا"۔

اس حدیث کے مطابق میں ان تمام حضرات کا شکرگزار ہوں جنہوں نے کسی بھی حوالہ سے کتاب ہذا کی تکمیل میں میرا تعاون فرمایا۔ خصوصاً درج ذیل حضرات

☆ چچا جان حاجی شریف اللہ صاحب حال مقیم مکہ مکرمہ جنہوں نے سعودی عرب میں قیام کے دوران قیام و طعام اور کتب کے سلسلہ میں تعاون فرمایا۔

☆ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد صادق خلیل صاحب رئیس صادق خلیل اسلامک لائبریری حاجی آباد فیصل آباد جنہوں نے مقدمہ تحریر فرمایا۔

☆ ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف صاحب جنہوں نے کتاب ہذا پڑھ کر نظر ثانی فرمائی۔

فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

والسلام

سیف اللہ ساجد

دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھڈیا خاص (قصور) فون:0492-791281



کتاب ہذا کی خصوصیات وعرض ناشر

کتاب ہذا کو ظاہری اور معنوی ہر لحاظ سے پر کشش اور جاذب نظر بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ جن کی اہم خصوصیات درج ذیل ہیں۔

☆ ترجمہ سلیس اردو زبان میں کیا گیا ہے۔

☆ آسان اور بہتر استفادہ کے لئے "تبویب" یعنی علیحدہ علیحدہ عنوانات قائم کئے گئے ہیں۔

☆ قرآن پاک کی آیات اور احادیث کی تخریج یعنی مکمل حوالہ جات تحریر کئے گئے ہیں۔

☆ چار رنگ کا سرورق' آفسٹ پیپر اور بہترین طباعت کا اہتمام کیا گیا ہے۔

اس کے باوجو اس کتاب میں جو بھی حسن و خوبی نظر آئے وہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے باعث اور جو بھی کمی و کوتاہی دکھائی دے وہ ہماری کم علمی اور ناتجربہ کاری کی وجہ سے ہے۔ اس لئے قارئین اپنی رائے اور مشورہ سے ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن بہتر سے بہتر ثابت ہو سکے۔

آپ کے مشوروں اور دعاؤں کا طالب
سیف اللہ ساجد
مدیر ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر
دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھڈیاں (قصور)
فون:0492-791281



ابتدائیہ

از قاری سیف اللہ ساجد قصوری (مترجم)

الحمدللہ رب العالمین۔ والعاقبة للمتقین۔ والصلاة والسلام علی سید المرسلین وعلی اله وأصحابه أجمعین۔ أمابعد

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ بندہ کی پہلی کتاب "صفات المؤمنین" خاص و عام میں اس قدر مقبول ہوئی کہ دو ماہ کے قلیل عرصہ میں اس کا دوسرا ایڈیشن شائع کرنا پڑا۔ (الحمدللہ علی ذٰلک)

اب الحمدللہ راقم الحروف کی دوسری کتاب "وسیلہ کی شرعی حیثیت" بھی چھپ کر مارکیٹ میں آچکی ہے۔ اللہ کے حضور دست دعا دراز کرتا ہوں کہ وہ اس کتاب کو بھی عوام الناس اور اپنے دربار عالیہ میں درجہ قبولیت عطا فرمائے۔ آمین

زیر نظر کتاب ان چار کتب میں سے ایک ہے جو راقم الحروف نے مکہ مکرمہ کی سرزمین میں حدود حرم کے اندر بیٹھ کر ۱۴۲۰ھ بمطابق ۲۰۰۰ء کو دوران سفر حج لکھیں۔

"وسیلہ کی شرعی حیثیت" "ساجد اسلامک ریسرچ سینٹر" پاکستان کی طرف سے شائع ہونے والی دوسری کتاب ہے۔ اللہ کے فضل و کرم سے ادارہ کی دیگر کئی ایک زیر طبع کتب عنقریب قارئین کے ہاتھوں میں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں درد دل سے دعا ہے کہ وہ مجھے ہر قسم کی ریاکاری سے بچا کر اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمائے اور اس کاوش کو میرے لئے، میرے والدین، اساتذہ کرام بھائی بہنوں اور تمام مسلمانوں کے لئے ذریعہ نجات اور ہدایت کا سبب بنائے۔ (اٰمین یا رب العالمین)



تاثرات

ڈاکٹر عبدالرحمٰن یوسف صاحب

اسسٹنٹ پروفیسر اسلامیہ یونیورسٹی بہاول پور

الحمدلله والصلاة والسلام علی رسول اللّٰہ و بعد!

"الواسطہ بین الحق والخلق" کے عنوان سے امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی تحریر توسل کے موضوع پر مختصر لیکن جامع حیثیت کی حامل ہے۔ اسے قاری سیف اللہ ساجد قصوری نے اردو کا قالب دیتے ہوئے انتہائی شستہ اور قابل تعریف اسلوب اختیار کیا ہے۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے کلام کو کسی دوسری زبان میں پیش کرنا کوئی آسان کام نہیں ہے۔ مجھے یہ کاوش دیکھ کر انتہائی خوشی ہوئی اور الحمدللہ میں نے اسے اول تا آخر لفظ بلفظ پڑھا ہے۔ زبان میں سلاست و روانی کے ساتھ ساتھ مصنف کے مدعا و مقصود کو قارئین کے لیے انتہائی آسان بنا دیا گیا ہے۔

موضوع کی اہمیت اور مصنف کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر اصلاح عقیدہ کی جانب یہ ایک اہم قدم ہے۔ اللہ تعالیٰ مترجم کی اس کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے۔ و یرحم اللّٰہ عبداً قال آمین

عبدالرحمٰن یوسف

۲۰/۸/۲۰۰۱



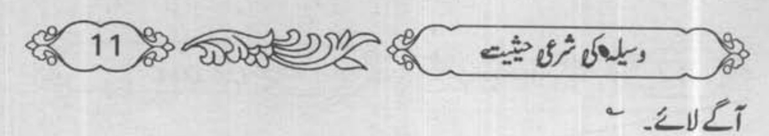
مقدمہ

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد صادق خلیل صاحب

رئیس صادق خلیل اسلامک لائبیری حاجی آباد فیصل آباد

عزیز مکرم قاری سیف اللہ ساجد نے الواسطہ بین الحق والخلق تالیف شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کو اردو زبان میں ڈھال کر اردو دان احباب پر احسان کیا ہے منجھے ہوئے انداز میں اس قدر وضاحت کی ہے کہ قارئین کرام اس کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ ذہنی طور پر مسرت محسوس کریں گے بلکہ اس کی مزید اشاعت کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کریں گے۔

عزیزم مکرم فاضل انسان ہیں جامعہ سلفیہ فیصل آباد مشہور دینی ادارہ سے کئی سال استفادہ کرتے رہے۔ دوران تعلیم شدید محنت اور عرق ریزی کے ساتھ اس میدان میں بخوشی سرگرداں رہے اس کے نتیجہ میں اب اللہ تعالیٰ نے ان کے ذہن کو پختہ کر دیا ہے مطالعہ کی عادت ہے کتاب سے وابستگی ان کا معمول ہے اب یہ ان کی دوسری علمی کاوش ہے اللہ پاک ان کی اس کاوش کو ذریعہ نجات بنائے اور قارئین دلچسپی کے ساتھ ان کی مفید علمی محنت کے مطالعہ سے نہ صرف یہ کہ خود کو اس میدان میں مصروف عمل رکھیں بلکہ اپنے احباب' رفقاء کو بھی اس جانب مائل کریں ظاہر ہے کہ علم کی لذت کا تو اس شخص کو ہی علم ہو سکتا ہے جو خود کو اس میدان میں



آگے لائے۔

لذت ایں بادہ بخداندان تابخش

اللہ پاک ان کی علمی کاوش کو قبولیت عامہ عطا فرمائے۔ آمین

محمد صادق خلیل

۵-۹-۲۰۰۱



شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر تعارف

ترتیب: قاری سیف اللہ ساجد قصوری

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت سے کون واقف نہیں ہے وہ ایک بلند پایہ مصنف' بے مثال مناظر اور صاحب السیف والقلم تھے۔ وہ ہر فن مولا تھے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے بیک وقت بہت سے میدانوں کا شہسوار بنایا تھا۔ ان کی زندگی کا مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

پیدائش امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ ربیع الاول ۶۶۱ھ بمطابق ۲۷ جنوری ۱۲۶۳ء بروز پیر مصر کے شہر حران میں پیدا ہوئے۔

نام ونسب تقی الدین لقب تھا مکمل سلسلہ نسب یہ ہے۔ احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن الخضر بن علی بن عبداللہ بن تیمیہ الحرانی۔

تیمیہ ایک عورت کا نام ہے جو ان کی چھٹی پشت میں محمد بن الخضر کی والدہ اور بہت بڑی عالمہ خاتون تھیں۔ انہیں کی طرف ابن تیمیہ کی نسبت ہے۔

تحصیل علم ابتدائی تعلیم اپنے چچا فخر الدین سے حاصل کی جو کہ معروف خطیب اور واعظ تھے پھر حران اور بغداد کے محدثین سے مختلف علوم میں کمال حاصل کیا۔

چھوٹی عمر میں قرآن پاک حفظ کر لیا تھا۔ پھر حدیث' فقہ اور دیگر علوم حاصل کیے والد محترم کے حلقہ درس میں باقاعدگی سے استفادہ کرتے رہے۔

خاندان امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان علمی اور دینی اعتبار سے بڑا معروف تھا۔ ان کا خاندان ہمیشہ درس و تدریس، تصنیف و تالیف اور علمی خدمات سے وابستہ رہا۔

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے چچا فخر الدین، ان کے والد عبدالحلیم اور دادا محی الدین اور خود ابن تیمیہ رحمھم اللہ اپنے اپنے دور کے مشہور محدث، عالم اور خطیب تھے۔

قوت حافظہ قوت حافظہ میں تو ان کا پورا خاندان ہی مشہور ہے لیکن امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کو قوت حافظہ کچھ زیادہ ہی وافر مقدار میں عطا کی گئی تھی۔

ایک دفعہ حلب کے ایک مشہور عالم نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کے حافظہ کا بچپن میں امتحان لینا چاہا۔ انہوں نے ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ سے ایک تختی میں ۱۳ احادیث لکھوائیں اور پھر مٹانے کا حکم دیا۔ بعد میں سنانے کو کہا تو انہوں نے تمام احادیث فر فر سنا دیں تو وہ عالم کہنے لگے کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو بڑا نام پیدا کرے گا۔ (حیاۃ امام ابن تیمیہ از پروفیسر ابو زہرہ)

تفسیر قرآن قرآن پاک کی تفسیر ان کا دلچسپ موضوع تھا۔ سو سے زیادہ تفسیر کی کتب ان کے زیر مطالعہ رہتی تھیں۔ خود فرماتے ہیں کہ بسا اوقات ایک ایک آیت کی خاطر مجھے سو سو تفسیروں کا مطالعہ کرنا پڑتا تھا۔ مطالعہ کے بعد اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اس کا فہم عطا فرما۔ (تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم)

تفسیر کے موضوع پر انہوں نے کئی جلدوں پر مشتمل ایک ضخیم تفسیر لکھی تھی لیکن وہ چھپنے سے قبل ہی جلا دی گئی تھی۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون)

خدمت حدیث دیگر فنون کے ساتھ ساتھ تفسیر اور حدیث پر بڑی توجہ دیتے تھے۔ اس دور میں احادیث حفظ کرنے کا رواج عام تھا۔ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی "الجمع بین الصحیحین" (امام حمیدی) کو زبانی یاد کر لیا تھا۔ مسند احمد

بن حنبل رحمہ اللہ اور صحاح ستہ کا متعدد بار مطالعہ کیا اور علم حدیث کی خدمت میں خوب محنت کی۔ یہی وجہ ہے کہ مولانا مودودی رحمہ اللہ لکھتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ حدیث کے امام تھے۔ یہاں تک کہ ان کے متعلق یہ بھی کہا گیا کہ جس حدیث کو ابن تیمیہ رحمہ اللہ نہ جانتے ہوں وہ حدیث نہیں ہے۔ (تاریخ دعوت و عزیمت جلد دوم)

شجاعت اور حق گوئی کے پیکر

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ استقامت کے پہاڑ اور حق گوئی کے پیکر تھے ان کے ایمان اور جلال کے سبب دشمن پر ایسا رعب طاری ہو جاتا تھا کہ خنجر اور تلوار سے بھی ممکن نہ ہوتا۔

ایک دفعہ انہوں نے قازان بادشاہ جو ابھی نام کا مسلمان تھا کے ظلم و ستم کے خلاف اس کو آگاہ کرنے کے لیے اس سے ملاقات کی اور اس کو برملا قرآن و سنت کے احکامات سنائے اور عدل و انصاف کی صاف صاف باتیں سنا دیں۔ تو وہ بڑا متاثر ہو کر کہنے لگا۔ ایسا بہادر اور قوی القلب آدمی میں نے نہیں دیکھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے دو ٹوک الفاظ میں اس کے ظلم و ستم اور تشدد کا رد کیا اور اس کو بتایا کہ جو کام تمہارے باپ دادا نے کافر ہونے کے باوجود نہ کیا تھا وہ تم نے مسلمان ہونے کے باوجود کر دکھایا ہے حتیٰ کہ جب کھانے کے لیے دستر خوان لگایا گیا تو انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا اور بادشاہ کو واضح طور پر کہہ دیا کہ یہ کھانا وہی تو ہے جو لوگوں سے لوٹ کھسوٹ کر کے تیار کیا گیا ہے۔ اور جس ایندھن سے پکا ہے وہ انہیں درختوں کا ہے جو ظلم سے کاٹے گئے ہیں۔

بات چیت کے بعد جب امام رحمہ اللہ ساتھیوں کے ہمراہ واپس تشریف لائے تو ان کے شہر والے ان کی اس شجاعت اور بہادری سے اس قدر خوش ہوئے کہ پورا شہر آپ کے استقبال کے لئے شہر سے باہر آ گیا۔ (تاریخ دعوت و عزیمت)



علم کی شمع جیل کی کالی کوٹھڑی میں آپ کے مخالفین اور حاسدین نے کئی طرح سے آپ پر الزامات اور اعتراضات اٹھائے لیکن دلائل کے میدان میں ان کو منہ کی کھانا پڑی۔

آخر کار رقیبوں کو جب ایڑی چوٹی کے زور کے بعد بھی اپنے مقصد میں کامیابی نہ ملی تو امام موصوف نے خود ہی ۱۹ شوال ۷۰۷ ھجری بمطابق ۱۳۰۷عیسوی جمعتہ المبارک کے دن کتاب و سنت کے مطابق برملا اور آزادانہ اظہار خیال کی خاطر ہاں میں ہاں ملانے کی بجائے جیل کا انتخاب کر لیا لیکن بہت جلد علماء کے اتفاق رائے سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو رہا کیا گیا۔

دوبارہ پھر طلاق کے ایک فتوی کی خاطر انہیں ۷۲۰ھ بمطابق ۱۳۲۰ء کو جیل بھیجا گیا۔ اس مرتبہ بھی تقریباً ۵ ماہ کے بعد خود بادشاہ نے امام موصوف کی رہائی کا اعلان کر دیا۔

جلاوطنی پہلی دفعہ قید سے رہائی کے بعد مصر کے سیاسی حالات میں تبدیلی آ گئی سلطان ناصر کی جگہ جاشتی گیر بادشاہ بن گیا جس نے باہم مشورہ سے امام تیمیہ رحمہ اللہ کو اسکندریہ کی طرف جلا وطنی کا حکم نامہ جاری کیا اور ۷۰۹ھ بمطابق ۱۳۰۹ء کو اسکندریہ بھیج دیے گئے۔ لیکن وہاں بھی مخالفین کی توقع کے خلاف آپ کے معتقدین اور جانثاروں کا ایک عظیم حلقہ پیدا ہو گیا۔

آخر کار جب قاہرہ پر ملک الناصر ۷۰۹ھ میں حملہ آور ہوا اور مصر کے تخت پر بیٹھا تو آتے ہی اس نے بڑے پروٹوکول کے ساتھ شیخ الاسلام کو ۲۷ شوال ۷۰۹ھ جمعہ کے دن قاہرہ واپس بلا لیا۔

تصانیف شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے مختلف علوم و فنون پر متعدد کتب لکھیں بالخصوص قران پاک کی تفسیر پر بڑی محنت کی۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے



ہیں۔

"میں نے تفسیر القرآن کے علاوہ ابن تیمیہ کی مشہور تالیفات کو شمار کیا تو وہ چار ہزار صفحات سے بھی زیادہ تھیں۔ سلاطین اور علماء سوء کی مخالفت کے باوجود آج کتب فروشوں کے ہاں سب سے زیادہ مانگ ہے تو شیخ الاسلام کی کتب کی ہے۔
(تذکرہ ابوالکلام آزاد)

تلاوت کلام پاک شیخ الاسلام رحمہ اللہ کو قرآن پاک سے جنون کی حد تک پیار تھا۔ آخری دو سال میں انہوں نے تقریباً قرآن پاک کے ۸۰ دور مکمل کیے۔ تین پارے روزانہ کا عام معمول تھا۔ ۸۱ واں دور شروع کیا تو مکمل کرنے سے قبل ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

وفات علم و عمل کا یہ روشن چراغ ۲۰ ذیقعد ۷۲۸ھ بمطابق ۲۶ ستمبر ۱۳۲۸ء بروز پیر سحر کے وقت ۶۸ سال کی عمر میں غروب ہو گیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

جنازہ کا عظیم الشان منظر شیخ الاسلام رحمہ اللہ کی موت کی خبر تمام اطراف میں آگ کی طرح پھیل گئی۔ کثیر تعداد میں مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے اور جوان دیوانہ وار امڈ پڑے۔ بازار مکمل بند تھا۔

تقریباً دو لاکھ مرد اور پندرہ ہزار عورتیں جنازہ میں حاضر تھیں اور اس کے علاوہ بے شمار کھڑکیوں اور گھروں کی چھتوں پر کھڑے امام صاحب کا آخری دیدار کر رہے تھے۔ لوگ بلند آواز میں پکار رہے تھے کہ ھکذا یکون جنائز اھل السنہ (سنت کے شیدائیوں کا جنازہ ایسا ہی ہوتا ہے) اور چین میں لوگوں نے کہا "الصلوۃ علی ترجمان القرآن (مفسر قرآن کی نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے) آپ کی وفات پر ہر آنکھ پرنم تھی اپنوں اور بے گانوں کا ایک جم غفیر جنازہ میں شریک تھا۔
پہلی نماز جنازہ قلعہ میں شیخ محمد تمام نے پڑھائی۔

دوسری نماز جنازہ جامع اموی میں شیخ علاؤالدین الخراط نے پڑھائی۔

تیسری نماز جنازہ سوق الخیل میں آپ کے چھوٹے بھائی زین الدین عبدالرحمن نے پڑھائی۔

جائے تدفین قبرستان صوفیہ جو مشاہیر اسلام کا مدفن ہے وہاں امام موصوف کو دفن کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ تمام اہل اسلام کی طرف سے ان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور جنت الفردوس میں انہیں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)





بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

خطبۃ الکتاب

﴿ قُلِ الحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفٰى آللّٰهُ خَيْرٌ أَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (النمل:۵۹)

"کہہ دیجیے کہ تمام تعریف اللہ ہی کے لیے ہے اور اس کے برگزیدہ بندوں پر سلام ہو۔ کیا اللہ تعالیٰ بہتر ہے یا وہ جنہیں یہ لوگ شریک ٹھہرا رہے ہیں۔

امابعد! یہ رسالہ ان دو فریقین کے متعلق لکھا جا رہا ہے جو ایک بات پر متضاد رائے رکھتے ہیں۔ ان میں سے ایک کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک رسائی حاصل کرنے کے لئے خالق اور مخلوق کے درمیان واسطہ ضروری ہے جبکہ دوسرا فریق اس سے اتفاق نہیں کرتا۔ ان کے اس اختلاف کا حل اور مدلل جواب درج ذیل ہے۔

احکامات الٰہی انبیاء کرام کے ذریعہ سے ہم تک پہنچتے ہیں

سب سے پہلے اس بات کو سمجھنا ضروری ہے کہ جو شخص خالق اور مخلوق کے درمیان وسیلہ ضروری سمجھتا ہے اگر تو اس کی مراد صرف یہ ہے کہ احکامات الٰہی انسانوں تک انبیائے کرام کے واسطہ سے ہی پہنچتے ہیں تو پھر یہ بات درست اور صحیح ہے۔ کیونکہ انبیائے کرام علیہم السلام جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف مبعوث فرمایا ہے ان کے بغیر مخلوق ان اعمال کو نہیں جان سکتی۔ جن میں اللہ کی رضا مضمر ہے

اور نہ ہی خود بخود انہیں ایسے اعمال کا علم ہو سکتا ہے جن کے بجا لانے یا جن سے رک جانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور اسی طرح انہیں یہ بھی معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیائے کرام کی عزت و تکریم اور اپنے نافرمانوں کو عذاب دینے کے لیے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے؟ اور وہ اللہ تعالیٰ جس کی حقیقی معرفت اور اس کی مثل لانے سے انسانی عقلیں عاجز آچکی ہیں وہ کن اسمائے حسنٰی اور کون سی اعلیٰ صفات کا مالک ہے؟ ان امور میں انبیاء کرام نے ہی انسانوں کی رہنمائی فرمائی ہے۔

انبیائے کرام پر ایمان جنت کا ذریعہ اور ان کی مخالفت جہنم کا سبب ہے

انبیائے کرام پر ایمان رکھنے والے اور ان کی اتباع کرنے والے لوگ ہی ہدایت یافتہ ہیں جنہیں قرب الٰہی اور درجات کی بلندی سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اور یہی لوگ دنیا و آخرت میں عزت و اکرام سے نوازے جاتے ہیں۔

جو لوگ انبیائے کرام پر ایمان لانے کے بجائے ان کی مخالفت مول لیتے ہیں وہ (دونوں جہانوں میں) ملعون' اپنے رب کی معرفت سے دور اور دیدار الٰہی سے محروم رہتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَٰبَنِيٓ ءَادَمَ إِمَّا يَأۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٞ مِّنكُمۡ يَقُصُّونَ عَلَيۡكُمۡ ءَايَٰتِي فَمَنِ ٱتَّقَىٰ وَأَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُونَ. وَٱلَّذِينَ كَذَّبُواْ بِـَٔايَٰتِنَا وَٱسۡتَكۡبَرُواْ عَنۡهَآ أُوْلَٰٓئِكَ أَصۡحَٰبُ ٱلنَّارِۖ هُمۡ فِيهَا خَٰلِدُونَ ﴾

(الاعراف:۳۵-۳۶)

"اے اولاد آدم اگر تمہارے پاس تم میں سے ہی رسول آئیں جو میرے احکام تمہیں بیان کریں تو جو شخص تقوی اختیار کرے اور اصلاح کرے ان

لوگوں پر نہ کوئی ڈر ہو گا اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔ اور جو لوگ ہماری آیات کو جھٹلائیں گے اور ان سے تکبر کریں گے وہ لوگ جہنم میں جائیں گے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُم مِنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَى۔ وَ مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَإِنَّ لَهُ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَ نَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ أَعْمَى۔ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْ اعْمٰى وَ قَدْ كُنْتُ بَصِيْراً ﴾ (طٰہٰ: ۱۲۳۔۱۲۶)

"جب کبھی تمہارے پاس میری جانب سے ہدایت پہنچے تو جو میری ہدایت کی پیروی کرے نہ تو وہ بھٹکے گا اور نہ مشقت میں پڑے گا۔ اور جو شخص میری یاد سے منہ پھیرے گا اس کی گزران تنگ ہو جائے گی اور ہم اس کو قیامت کے دن اندھا کر کے اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا اے رب مجھے تو نے اندھا کر کے کیوں اٹھایا ہے؟ حالانکہ میں تو بالکل ٹھیک دیکھتا تھا"۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں' جو شخص قرآن پاک پڑھتا ہے اور اس کے احکامات پر عمل بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے' وہ نہ تو دنیا میں بھٹکے گا اور نہ ہی آخرت میں کسی مشقت میں پڑے گا۔

اہل جہنم کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ كُلَّمَا أُلْقِيَ فِيْهَا فَوْجٌ سَأَلَهُم خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُم نَزِيْرٌ۔ قَالُوْا بَلٰى قَدْ جَاءَ نَا نَزِيْرٌ۔ فَكَذَّبْنَا وَ قُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِن شَيْئٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ كَبِيْرٍ ﴾ (الملک: ۸۔۹)

"جب بھی اس میں کسی گروہ کو ڈالا جائے گا اس سے جہنم کے داروغے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تھا؟ وہ جواب میں

کہیں گے ہاں کیوں نہیں! ہمارے پاس ڈرانے والا آیا تھا۔ لیکن ہم نے جھٹلایا اور ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ بھی نازل نہیں کیا۔ اور تم بہت بڑی گمراہی میں ہو"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَسِيْقَ الَّذِينَ كَفَرُوْا إِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا حَتّٰى إِذَا جَاءُوْهَا فُتِحَتْ أَبْوَابُهَا وَ قَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا أَلَمْ يَأْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ أٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَ يُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴾ (الزمر:۷۱)

"اور کافروں کے گروہوں کے گروہ جہنم کی طرف ہنکائے جائیں گے' جب وہ اس کے قریب پہنچ جائیں گے' اس کے دروازے ان کے لیے کھول دیے جائیں گے اور وہاں کے داروغے ان سے پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے تھے؟ جو تم پر تمہارے رب کی آیات پڑھتے تھے اور تمہیں اس دن کی ملاقات سے ڈراتے تھے۔ وہ جواب میں کہیں گے ہاں درست ہے لیکن عذاب کا حکم کافروں پر ثابت ہو گیا"۔

انبیاء کرام اللہ تعالیٰ کے ہی بھیجے ہوئے ہوتے ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِيْنَ إِلَّا مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ فَمَنْ اٰمَنَ وَ أَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ۔ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِأٰيٰتِنَا يَمَسُّهُمُ الْعَذَابُ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴾ (الانعام:۴۸۔۴۹)

"اور ہم پیغمبروں کو صرف اس لیے بھیجتے ہیں کہ وہ خوشخبری دیں اور ڈرائیں پھر جو شخص ایمان لائے اور اصلاح کر لے پس ان لوگوں پر کوئی ڈر ہو گا اور

نہ وہ غمگین ہوں گے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا انہیں عذاب پہنچے گا اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کرتے تھے"۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَىٰ نُوحٍ وَالنَّبِيِّينَ مِن بَعْدِهِ وَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَىٰ وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَآتَيْنَا دَاوُودَ زَبُورًا۔ وَرُسُلًا قَدْ قَصَصْنَاهُمْ عَلَيْكَ وَرُسُلًا لَّمْ نَقْصُصْهُمْ عَلَيْكَ وَكَلَّمَ اللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا۔ رُّسُلًا مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلَّا يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللَّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ ﴾ (النساء: ۱۶۳۔ ۱۶۵)

"یقیناً ہم نے آپ کی طرف اسی طرح وحی کی ہے جیسے کہ نوح علیہ السلام اور ان کے بعد والے انبیاء کی طرف کی اور ہم نے ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب اور ان کی اولاد پر اور عیسیٰ اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان کی طرف وحی کی اور داؤد (علیہم السلام) کو ہم نے زبور عطا فرمائی اور آپ سے پہلے کے بہت سے رسولوں کے واقعات ہم نے آپ سے بیان کیے ہیں اور بہت سے رسولوں کے نہیں بھی کیے اور موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر کلام کیا۔ یہ تمام رسول ایسے ہیں جو خوشخبریاں سنانے والے اور ڈرانے والے ہیں تاکہ لوگوں کی کوئی حجت رسولوں کے بھیجنے کے بعد اللہ تعالیٰ پر نہ رہے۔ اللہ تعالیٰ غالب ہے حکمت والا ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ ﴾ (الحج: ۸۵)

"فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے پیغام پہنچانے والوں کو اللہ تعالیٰ ہی



چنتے ہیں"۔

اس بات پر مسلمان، یہودی اور عیسائی سب کے سب متفق ہیں کہ انبیائے کرام خالق اور مخلوق کے مابین اللہ تعالیٰ کے احکامات اور فرامین پہنچانے میں ایک ذریعہ ہیں۔ اس کا انکار کرنے والا تمام مذاہب کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ (کیونکہ اس کے انکار سے انبیاء کرام کا انکار لازم آتا ہے)۔

قرآن پاک کی مکی سورتوں کا موضوع

قرآن پاک کی وہ سورتیں جو اللہ تعالیٰ نے مکہ میں اتاری ہیں مثلاً "سورۃ الانعام" اور "سورۃ الاعراف" اور وہ تمام سورتیں جو الر، حم اور طس وغیرہ سے شروع ہوتی ہیں سب کی سب اصول دین مثلاً اللہ تعالیٰ، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لانے کے موضوع پر مشتمل ہیں جو کہ دین کے بنیادی ارکان کی حیثیت رکھتے ہیں۔

انبیاء کرام بھی نصرت الٰہی کے محتاج ہیں

انبیائے کرام جو کہ احکام دین انسانوں تک پہنچانے میں اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان ذریعہ ہیں وہ بھی نصرت الٰہی کے محتاج ہیں۔ جب کفار نے رسولوں کو جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ نے کیسے ان کو ہلاک کیا اور کس طرح اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی مدد فرمائی؟ یہ تمام واقعات اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بیان فرمائے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِيْنَ۔ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ۔ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴾ (الصفت: ۱۷۱۔ ۱۷۳)

"اور البتہ ہمارا وعدہ پہلے ہی اپنے رسولوں کے متعلق ہو چکا ہے کہ یقیناً ان

ہی کی مدد کی جائے گی اور ہمارا گروہ ہی غالب آئے گا"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ ﴾

(المؤمن: ۵۱)

"یقیناً ہم اپنے رسولوں اور اہل ایمان کی مدد دنیا کی زندگی میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے"۔

انبیاء کرام کی اطاعت ہی کامیابی کا ذریعہ ہے

انبیاء کرام جو کہ خالق اور مخلوق کے مابین احکام شرعی پہنچانے میں واسطہ ہیں انکی اطاعت' اتباع اور اقتداء ضروری ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ بِإِذْنِ اللّٰهِ ﴾ (النساء: ۶۴)

"ہم نے جو بھی رسول بھیجا ہے صرف اسی لیے بھیجا ہے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ ﴾ (آل عمران: ۳۱)

"کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی) تابع داری کرو۔ تو پھر خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ﴾ (الاعراف: ۱۵۷)

"سو جو لوگ اس نبی (ﷺ) پر ایمان لاتے ہیں اور س کی حمایت کرتے ہیں اور اس کی مدد کرتے ہیں اور اس نور کا اتباع کرتے ہیں جو اس کے ساتھ

بھیجا گیا ہے' ایسے لوگ ہی کامیاب ہونے والے ہیں"۔

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا ﴾ (الاحزاب:۲۱)

"یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ (ﷺ) میں بہترین نمونہ ہر اس شخص کے لیے ہے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی امید رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ یاد کرتا ہے"۔

انبیاء کرام کسی نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں

اگر واسطہ سے مراد یہ لیا جائے کہ نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لیے خالق اور مخلوق کے درمیان کسی نبی یا ولی وغیرہ کا واسطہ ضروری ہے مثلاً اگر کوئی یہ عقیدہ رکھے کہ انبیاء اور اولیاء وغیرہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو رزق دیتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے اور انہی کے وسیلہ سے وہ ان کو ہدایت دیتا ہے اور لوگ ان کو وسیلہ بنا کر سوال کریں اور ان کی طرف رجوع کریں تو پھر یہ بہت بڑا شرک ہے۔ اسی عقیدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو کافر قرار دیا ہے۔ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ دوسرے لوگوں کو اپنا معبود اور سفارشی سمجھ رکھا تھا اور وہ نفع کے حصول اور نقصان سے بچنے کے لئے انہیں وسیلہ سمجھ کر ان کی عبادت کرتے تھے۔

اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی بھی سفارش نہیں کر سکتا۔

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کوئی شخص (نبی ہو یا ولی) کسی کی سفارش نہیں کر سکتا۔ ہاں جس شخص کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کسی کو اجازت دیں گے صرف اسی کے بارہ میں اس کو سفارش کرنے کی اجازت ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ أَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ مَالَكُم مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَلاَ شَفِیْعٍ أَفَلاَ تَتَذَكَّرُوْنَ ﴾

(السجدہ: ۴)

"اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمان و زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا فرمایا پھر عرش پر مستوی ہوا۔ تمہارے لیے اس کے علاوہ کوئی مددگار اور سفارشی نہیں ہے۔ کیا تم نصیحت حاصل نہیں کرتے"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَأَنْذِرْ بِهِ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ أَنْ یُّحْشَرُوْا إِلٰی رَبِّهِمْ لَیْسَ لَهُمْ مِنْ دُوْنِهٖ وَلِیٌّ وَّلاَ شَفِیْعٌ لَّعَلَّهُمْ یَتَّقُوْنَ ﴾ (الانعام: ۵۱)

"اور ایسے لوگوں کو ڈرائیے جنہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ اپنے رب کے پاس ایسی حالت میں اکٹھے کیے جائیں گے کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی ان کے لیے نہ مددگار ہو گا اور نہ ہی سفارشی ہو گا۔ شاید کہ وہ ڈر جائیں"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لاَ یَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلاَ فِی الْأَرْضِ وَمَا لَهُم فِیْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَالَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِیْرٍ۔ وَلاَ تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗ إِلاَّ لِمَنْ أَذِنَ لَهٗ ﴾ (سبا: ۲۲۔ ۲۳)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کا تمہیں گمان ہے ان سب کو پکار کے دیکھ لو ان کا آسمانوں اور زمین میں نہ تو ذرہ بھر اختیار ہے اور نہ ہی ان دونوں میں ان کا کچھ حصہ ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔ سفارش بھی اس کے ہاں کچھ فائدہ نہیں دیتی سوائے ان کے جن

کے لیے سفارش کی اجازت دی جائے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا سُبْحٰنَهُ بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ. لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُمْ بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ. يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِنْ خَشْيَتِهِ مُشْفِقُونَ. وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّيْ إِلٰهٌ مِّنْ دُوْنِهِ فَذَالِكَ نَجْزِيْهِ جَهَنَّمَ كَذَالِكَ نَجْزِ الظَّالِمِيْنَ ﴾

(الانبیاء: ۲۶-۲۹)

"وہ (مشرک) کہتے ہیں کہ اللہ رحمان کی اولاد ہے' اس کی ذات پاک ہے بلکہ وہ سب (فرشتے) اس کے باعزت بندے ہیں۔ کسی بات میں اللہ تعالیٰ پر پیش دستی نہیں کرتے بلکہ اس کے حکم پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ وہ (اللہ) ان کے آگے پیچھے کے تمام امور سے واقف ہے وہ کسی کی بھی سفارش نہیں کرتے ہاں انکی سفارش کرتے ہیں جن سے اللہ خوش ہوتے ہیں۔ وہ (فرشتے) تو خود ہیبت الٰہی سے لرزاں و ترساں ہیں"

اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَّأْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَاءُ وَيَرْضٰى ﴾ (النجم: ۲۶)

"اور کتنے ہی فرشتے آسمانوں میں ہیں جن کی سفارش کچھ بھی نفع نہیں دے سکتی مگر اس کے بعد کہ جس کے لیے اللہ تعالیٰ اپنی خوشی اور چاہت سے سفارش کی اجازت دے دے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ﴾ (البقرہ: ۲۵۵)

”کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس کے ہاں سفارش کر سکے“۔

نفع یا نقصان کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے

اس میں کوئی شک نہیں کہ احکام شرعی انسانوں تک پہنچانے میں انبیاء کرام واسطہ ہیں لیکن اس کے علاوہ فوائد حاصل کرنے اور نقصانات سے بچنے کے لیے کسی بھی شخص (نبی ہو یا ولی) کا وسیلہ پکڑنا کفر ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا تمام مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق کافر ہے۔ کیونکہ نفع و نقصان کا اختیار اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کے پاس نہیں ہے“۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا یَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِیْلًا۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمُ الْوَسِیْلَةَ اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَیَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَیَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴾

(الاسراء: ۵۶۔۵۷)

”کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکار کے دیکھو لو وہ نہ تو تم سے کسی تکلیف کو دور ہی کر سکتے ہیں اور نہ ہی بدل سکتے ہیں جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے قرب کی جستجو میں رہتے ہیں کہ کون ان میں سے اس کے زیادہ نزدیک ہے وہ خود اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں یقیناً تیرے رب کا عذاب چیز ہی ایسی ہے کہ اس سے ڈرا جائے“۔

سلف صالحین کی ایک جماعت کی رائے یہ ہے کہ جو لوگ عیسیٰ علیہ السلام،

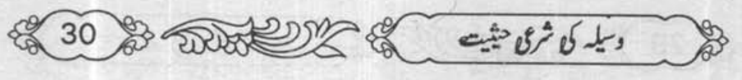
عزیر علیہ السلام اور فرشتوں کی عبادت کرتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر بتا دیا ہے کہ فرشتے اور انبیائے کرام نہ تو ان سے تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی اس کو بدل سکتے ہیں بلکہ وہ تو خود تقرب الٰہی کی جستجو میں رہتے ہیں اور اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اس کے عذاب سے ڈرنے والے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ. وَلَا يَأْمُرَكُمْ ان تَتَّخِذُوْا الْمَلَآئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران:۷۹۔۸۰)

"کسی ایسے انسان کو جسے اللہ تعالیٰ کتاب و حکمت اور نبوت عطا کرے' یہ لائق نہیں ہے کہ پھر بھی وہ لوگوں سے کہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ' بلکہ یہ کہے گا کہ تم سب کے سب رب والے بن جاؤ اس وجہ سے کہ تم کتاب سکھاتے ہو اور اس سبب سے کہ تم کتاب پڑھتے ہو۔ اور ایسا نہیں ہو گا کہ وہ تمہیں حکم دیں کہ تم فرشتوں اور نبیوں کو رب بنالو۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا؟"۔

اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح فرما دیا ہے کہ فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو رب بنانا کفر ہے۔ پس جو لوگ فرشتوں اور انبیاء کرام علیہم السلام کو وسیلہ بنا کر ان کو پکارتے ہیں اور ان پر بھروسہ کرتے ہیں اور ان سے منافع کے حصول اور نقصان سے بچنے کی دعا کرتے ہیں اور انہیں گناہوں کی معافی اور دلوں کی ہدایت چاہتے ہیں اور ان سے دکھوں کی دوا اور فقر و فاقہ سے نجات چاہتے ہیں۔ یہ تمام



لوگ مسلمانوں کے نزدیک بالاجماع کافر ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَنْ يَّسْتَنْكِفَ الْمَسِيحُ أَنْ يَّكُوْنَ عَبْدًا لِّلّٰهِ وَلاَ الْمَلاَئِكَةُ الْمُقَرَّبُوْنَ وَمَنْ يَّسْتَنْكِفْ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيَسْتَكْبِرْ فَسَيَحْشُرُهُمْ إِلَيْهِ جَمِيْعًا ﴾

(النساء: ۱۷۲)

"مسیح (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ کا بندہ ہونے میں کوئی ننگ و عار ہرگز ہو ہی نہیں سکتا اور نہ ہی مقرب فرشتوں کو۔ جو بھی اس کی بندگی سے دل چرائے اور تکبر و انکار کرے، اللہ تعالیٰ ان تمام کو اپنی طرف اکٹھا فرمائے گا"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقَالُوْا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَداً۔ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا إِدًّا۔ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَ تَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَ تَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا۔ أَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا۔ وَمَا يَنْبَغِي لِلرَّحْمٰنِ أَن يَّتَّخِذَ وَلَدًا۔ إِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰاتِ وَالاَرْضِ إِلاَّ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا۔ لَقَدْ أَحْصٰهُمْ وَعَدَّهُمْ عَدًّا۔ وَ كُلُّهُمْ اٰتِيْهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَرْدًا ﴾ (مریم: ۸۸۔۸۹)

"ان (کافروں) کا کہنا ہے کہ رحمٰن نے بھی اولاد بنا رکھی ہے۔ یقیناً تم بہت بری اور بھاری چیز لائے ہو۔ قریب ہے کہ اس بات کی وجہ سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائیں اس سے کہ وہ رحمٰن کی اولاد ثابت کرتے ہیں۔ رحمٰن کی شان کے لائق ہی نہیں کہ وہ اولاد اختیار کرے۔ آسمان و زمین میں جو بھی ہے سب کے سب اللہ کے غلام بنکر آنے والے ہیں۔ ان تمام کو اس نے گھیرے میں لے رکھا ہے اور سب کو

پوری طرح گن بھی رکھا ہے۔ یہ سب کے سب قیامت کے دن اکیلے ہی اس کے پاس آنے والے ہیں"۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَيَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُولُونَ هٰٓؤُلَاءِ شُفَعَآءُ نَا عِنْدَاللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُونَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰالٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴾ (یونس:۱۸)

"اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی نفع دے سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں' وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ﴾ (یونس:۱۰۷)

"اور اگر تمہیں اللہ کوئی نقصان پہنچائے تو اس کے علاوہ کوئی دوسرا اس کو دور کرنے والا نہیں ہے اور اگر وہ تم کو کوئی خیر پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی ہٹانے والا نہیں ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَمَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْ بَعْدِهٖ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ﴾ (فاطر:۲)

"جو رحمت لوگوں کے لیے اللہ تعالیٰ کھول دے سو اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو بند کر دے سو اس کے بعد اس کو کوئی کھولنے والا نہیں ہے اور وہی غالب ہے حکمت والا ہے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ أَفَرَءَيْتُم مَّا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ إِنْ أَرَادَنِيَ اللَّهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كَـٰشِفَـٰتُ ضُرِّهِۦٓ أَوْ أَرَادَنِى بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكَـٰتُ رَحْمَتِهِۦ ۚ قُلْ حَسْبِىَ ٱللَّهُ ۖ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ ٱلْمُتَوَكِّلُونَ ﴾ (الزمر: ۳۸)

"کہہ دیجئے کہ اچھا یہ بتاؤ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو اگر اللہ تعالیٰ مجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہے تو کیا یہ اس کے نقصان کو ہٹا سکتے ہیں یا پھر اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کا ارادہ کرے تو کیا یہ اس کی مہربانی کو روک سکتے ہیں آپ کہہ دیجئے کہ مجھے اللہ ہی کافی ہے' توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں"۔

اس موضوع پر قرآن پاک میں اور بھی بہت سی آیات موجود ہیں۔

علماء کرام انبیاء کے وارث ہیں

انبیائے کرام کے علاوہ باقی علماء کرام اور مشائخ ہیں ان کے متعلق جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ وہ رسول اور اس کی امت کے مابین احکام شرعی پہنچانے' انہیں علم و حکمت اور ادب کی تعلیم دینے اور ان کی رہنمائی کرنے میں ایک ذریعہ ہیں۔ یہ بات تو درست ہے کیونکہ جب علماء کرام کسی بات پر متفق ہو جائیں تو وہ دلیل قطعی کے درجہ کو پہنچ جاتی ہے اور یہ لوگ کبھی بھی تمام کے تمام ضلالت و گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتے۔ جب ان کا کسی بات میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم ﷺ کی طرف لوٹایا جاتا ہے گو یہ بات بھی درست ہے کہ ان

میں سے کوئی بھی مطلق طور پر معصوم عن الخطا نہیں ہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ ہر شخص کی بات کو لیا بھی جا سکتا ہے اور چھوڑا بھی جا سکتا ہے۔

علماء کرام انبیاء کرام کے وارث ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ أَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الانْبِيَاءِ فَإِنَّ الانْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَلاَ دِرْهَمًا وَإِنَّمَا وَرَّثُوْا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَهُ فَقَدْ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ ﴾ (بخاری' العلم' باب العلم قبل القول والعمل' حدیث: متصل ٦٨ - ابی داوٗد' حدیث:٣٦٤١)

"علماء کرام انبیاء عظام کے حقیقی وارث ہیں اور انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہے بلکہ علم الٰہی ان کی وراثت ہے جس نے اس کو قبول کیا اس نے ایک وافر حصہ قبول کیا"۔

نفع یا نقصان میں علماء اور مشائخ کا وسیلہ پکڑنا حرام ہے

اگر کوئی شخص علماء کرام اور مشائخ کو خالق اور مخلوق کے درمیان لوگوں کی درخوستیں اللہ تعالیٰ تک پہنچانے میں واسطہ سمجھتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ان علماء اور مشائخ کے واسطہ سے انہیں ہدایت اور رزق عطا کرتا ہے لوگ ان سے اور وہ اللہ سے سوال کرتے ہیں جیسے دنیا کے بادشاہ کی مثال ہے کہ لوگ بادشاہ کے مقربین اور مشیروں سے اپنی ضروریات کا سوال کرتے ہیں۔ لوگ بادشاہ کے دربانوں سے بڑے ادب سے سوال کرتے ہیں یا تو اس لیے کہ وہ ان کے سوال کو بادشاہ تک پہنچا دیتے ہیں یا پھر ان کے ذریعے سے لوگوں کو زیادہ فائدہ حاصل ہو جاتا ہے کیونکہ وہ بادشاہ کے بہت قریب ہوتے ہیں جبکہ ضروریات کا سوال کرنے والے خود بادشاہ کے اتنے قریب نہیں ہوتے۔

پس جو شخص اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان اس نظریے سے وسیلہ ثابت کرتا ہے وہ کافر اور مشرک ہے۔ اس پر توبہ فرض ہے اگر توبہ بھی نہ کرے تو پھر واجب القتل ہے۔ کیونکہ یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلوق کو تشبیہ دیتے ہیں اور اللہ کے مقابلہ میں غیراللہ کو شریک ٹھہراتے ہیں۔

قرآن مجید میں اس قسم کے لوگوں کا جس انداز سے رد کیا گیا ہے اس پر غور کریں تو مذکورہ فتویٰ بھی ہلکا دکھائی دیتا ہے۔

مخلوق کی طرح اللہ تعالیٰ واسطوں کا محتاج نہیں ہے

دنیا کے بادشاہوں اور عوام کے درمیان جو واسطے ہیں ان کی مختلف وجوہات ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ واسطوں کے محتاج ہوتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی کمی اور نقص سے پاک ہے۔ دنیا کے بادشاہوں اور عوام میں جو واسطے پائے جاتے ہیں ان کی درج ذیل تین وجوہات ہیں:

پہلی وجہ دنیا کے بادشاہ مختلف وسائل کے اس لیے محتاج ہوتے ہیں تاکہ وہ ان کے ذریعے لوگوں کے حالات کو معلوم کر سکیں جن کو وہ نہیں جانتے۔

لیکن جو شخص یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں' انبیاء کرام اور علماء وغیرہ کے بتلانے کے بغیر اپنی مخلوق کے حالات نہیں جانتا وہ شخص کافر ہے۔

کیونکہ اللہ پاک چھپی اور ظاہر ہر چیز کو جانتا ہے۔ زمین و آسمان کی چھپی ہوئی اور ظاہر تمام اشیاء کو بخوبی جانتا ہے وہ تو سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ لوگوں کی زبانوں کے مختلف ہونے اور ان کی ضروریات کے الگ الگ ہونے کے باوجود وہ تمام کی دعائیں بیک وقت سنتا اور قبول کرتا ہے۔ مختلف آوازیں بیک وقت اس کو سننے سے عاجز نہیں کر سکتیں اور نہ ہی مختلف مسائل اس کو پریشان کر سکتے ہیں اور رونے

والوں کی آہ و زاری اس کے لیے مشکل اور سر دردی کا باعث نہیں بنتی۔

دوسری وجہ دنیا کے بادشاہ واسطوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ اس کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بادشاہ اکیلے نظام حکومت چلانے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہوتے ہیں اس لیے انھیں اس کمزوری اور عاجزی کے باعث دست و بازو اور مددگاروں کی ضرورت ہوتی ہے۔ معاونین کا ہونا ان کے لیے جزو لازم بن جاتا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ ان تمام کمزوریوں سے پاک ہے اس کو کسی مددگار اور معاون کی ضرورت نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ ﴾ (سبا:۲۲)

کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کا تمھیں گمان ہے ان سب کو پکار کے دیکھ لو ان کا آسمانوں اور زمین میں نہ تو ذرہ بھر اختیار ہے اور نہ ہی ان دونوں میں ان کا کچھ حصہ ہی ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴾ (الاسراء:۱۱۱)

"اور کہہ دیجئے کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو نہ اولاد رکھتا ہے نہ اپنی بادشاہت میں کسی کو شریک کرتا ہے اور نہ ہی وہ کمزور ہے کہ اسے معاون کی ضرورت ہے اور آپ اس کی زیادہ سے زیادہ بڑائی بیان کریں"۔

کائنات میں جتنے بھی اسباب ہیں ان تمام کا خالق و مالک اور پروردگار اللہ تعالیٰ ہی ہے جو اپنے علاوہ ہر ایک سے بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ تمام کے تمام اسی کے در کے فقیر اور سائل ہیں۔

جبکہ بادشاہوں کا معاملہ اس سے یکسر مختلف ہے۔ بادشاہ اپنے ساتھ دوسرے مددگاروں اور معاونوں کے محتاج ہوتے ہیں۔ جو حقیقت میں بادشاہی میں ان کے شریک ہی ہوتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی بادشاہی میں کوئی اس کا شریک اور ساجھی نہیں ہے۔ بلکہ وہ اکیلا ہی اللہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں' اسی کی بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

تیسری وجہ دنیا کے بادشاہ کی واسطوں کے محتاج ہوتے ہیں اس کی تیسری وجہ یہ ہے کہ دنیا کے بادشاہ کسی خارجی محرک کے سبب عوام کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور ان پر احسان اور مہربانی کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کی مرضی اور چاہت ایسے نہیں ہوتی۔ جب بادشاہ اپنے وزیروں سے مشورہ لیتا ہے کہ وہ کن لوگوں کی خیرخواہی کرے' کن لوگوں کو مقام و مرتبہ عطا کرے یا کون سے ایسے لوگ ہیں جن سے امید رکھی جائے اور کون سے وہ لوگ ہیں جن سے بچا جائے۔ ان کے مشورے کے بعد بادشاہ کا ذہن بنتا ہے۔ اور وہ عوام کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ارادہ کر لیتا ہے۔ وہ ارادہ کسی خیر خواہ مشیر کے اچھے مشورے کا نتیجہ ہوتا ہے یا پھر کسی راہنمائی کرنے والے شخص کی وجہ سے بادشاہ کے دل میں اس کی ترغیب پیدا ہو جاتی ہے۔

لیکن اللہ تعالیٰ جو ہر چیز کا رب اور مالک ہے' جو ماں سے بھی زیادہ اپنے بندوں پر رحم فرماتا ہے۔ اور ہر کام اس کی مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔ جب چاہتا ہے اپنی مخلوق کو ایک دوسرے

سے فائدہ پہنچاتا ہے اللہ تعالیٰ ہی اس کو توفیق دیتا ہے کہ فلاں پر نیکی کرے' اور اس کے لیے دعا کرے اور اس کی سفارش کرے وغیرہ وغیرہ۔

وہی اللہ ہے جس نے ہر ایک چیز کو پیدا کیا اور وہی ہے جس نے اس احسان کرنے والے دعا کرنے والے اور سفارش کرنے والے کے دل میں نیکی' دعا اور سفارش کا ارادہ پیدا کیا۔

کائنات میں کوئی ایسی ذات نہیں ہے جو اس کی مشیت کے خلاف کرنے پر اس کو مجبور کر سکے' نہ ہی اسے کوئی کسی ایسی چیز بتانے والا ہے جس کا اسے علم نہ ہو اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جس کی رب تعالیٰ کو امید ہو یا جس سے وہ ڈرتا ہو۔

اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ لا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ أَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِي إِنْ شِئْتَ' أَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِي إِنْ شِئْتَ' وَلٰكِنْ لِيَعْزِمِ الْمَسْأَلَةَ فَإِنَّهُ لَا مُكْرِهَ لَهُ ﴾ (بخاری' الدعوات' باب ليعزم المسألة حديث : ۶۳۳۹۔ مسلم' الذكر والدعاء' باب العزم بالدعاء .... ' حديث : ۶۸۱۳)

"تم میں سے کوئی آدمی اس طرح دعا نہ کرے کہ اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھے معاف فرما دے' اے اللہ اگر تو چاہتا ہے تو مجھ پر رحم فرما۔ بلکہ چاہیے کہ یقین کے ساتھ سوال کرے اس لیے کہ اسے کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے۔

اسی طرح کوئی بھی سفارش کرنے والا اللہ کے ہاں اس وقت تک سفارش نہیں کر سکتا جب مگر وہ اس کو اجازت نہ دے دے۔ جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ﴾ (البقرة: ۲۵۵)



"کون ہے جو اس کے ہاں اس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّ مَا لَهٗ مِنْهُمْ مِنْ ظَهِيْرٍ۔ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ﴾ (سبا: ۲۲۔ ۲۳)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے علاوہ جن جن کا تمہیں گمان ہے ان سب کو پکار کے دیکھ لو' ان کا آسمانوں اور زمین میں نہ تو ذرہ بھر اختیار ہے اور نہ ہی ان دونوں میں ان کا کچھ حصہ ہی ہے اور نہ ہی ان میں سے کوئی اللہ تعالیٰ کا مددگار ہے۔ سفارش بھی اس کے ہاں کچھ فائدہ نہیں دیتی سوائے ان کے جن کے لیے سفارش کی اجازت دی جائے"۔

لہٰذا یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ اللہ کے علاوہ جن جن کو بھی پکارا جاتا ہے نہ تو وہ بادشاہی کے مالک ہیں' نہ ہی بادشاہی میں ان کا کوئی حصہ ہے اور نہ وہ اس کے معاون ہیں۔ اور ان کی سفارش بھی کوئی فائدہ نہ دے گی جب تک انہیں سفارش کرنے کی اجازت نہ دے دی جائے۔

دنیا کے بادشاہ اس کے برعکس ہیں' کیونکہ جو لوگ ان کے ہاں کسی کی سفارش کرتے ہیں وہ یا تو خود بھی بادشاہ ہوتے ہیں' یا بادشاہی میں ان کے شریک ہوتے ہیں یا پھر بادشاہی میں ان کے معاون و مددگار ہوتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ بادشاہوں کے ہاں جو سفارش کرتے ہیں انہیں بادشاہ یا اس کے علاوہ کسی کی اجازت نہیں لینا پڑتی۔ اور پھر بادشاہ بھی ان کی سفارش کو قبول کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں ان سے یا تو کوئی کام ہوتا ہے یا ان کا

خوف ہوتا ہے۔ یا پھر احسان کا بدلہ دینا ہوتا ہے یا پھر اس پر انہوں نے کچھ انعام و کرام کیا ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ وہ اپنے بیٹے اور بیوی کی سفارس بھی قبول کرتا ہے کیونکہ وہ بیٹے اور بیوی کا محتاج ہے اگر وہ ان کی سفارش قبول نہیں کرتا تو وہ اس سے اعراض کرلیں گے اور یہ اس کے لیے نقصان کا باعث ہو گا۔ اسی طرح وہ اپنے ماتحتوں کی سفارش بھی قبول کرلیتا ہے کیونکہ اگر وہ ان کی سفارش قبول نہ کرے تو اس کو خطرہ ہوتا ہے کہ وہ اس کی اطاعت نہیں کریں گے یا پھر اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے۔

بندوں کا ایک دوسرے کے ہاں سفارش کرنا اسی قسم سے متعلقہ ہے بندوں میں جو بھی کسی کی سفارش قبول کرتا ہے وہ کسی رغبت یا ڈر کا نتیجہ ہوتا ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نہ کسی سے کوئی امید رکھتا ہے اور نہ ہی اسے کسی کا ڈر ہے اور نہ ہی وہ کسی کا محتاج ہے بلکہ وہ تو غنی اور بے پرواہ ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَآ إِنَّ لِلَّهِ مَن فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ۔ هُوَالَّذِي جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَاتٍ لِقَوْمٍ يَسْمَعُوْنَ۔ قَالُوْا تَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ هُوَ الْغَنِيُّ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ إِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا أَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَالَا تَعْلَمُوْنَ ﴾ (یونس: ٦٦-٦٨)

”یاد رکھو یقیناً جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب کا سب اللہ ہی کا ہے اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کرتے

ہیں وہ تو محض بے سند خیال کی اتباع کرتے ہیں اور صرف اٹکلیں لگاتے ہیں۔ وہی اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات پیدا کی تاکہ تم اس میں آرام کر سکو اور دن پیدا کیا جو دیکھنے بھالنے کا سبب ہے یقیناً اس میں سننے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔ وہ (کافر) کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد بنا رکھی ہے۔ سبحان اللہ وہ تو کسی کا محتاج نہیں۔ جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کی ملکیت ہے۔ تمہارے پاس اس دعویٰ کی کوئی دلیل نہیں ہے کیا تم اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم ہی نہیں رکھتے"۔

مشرکین ان کو سفارشی بناتے ہیں جن کی سفارش قبول ہی نہیں کی جاتی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰؤُلَاءِ شُفَعَاءُ نَا عِندَاللّٰهِ قُلْ أَتُنَبِّئُوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾ (یونس:۱۸)

"اور یہ لوگ اللہ کے علاوہ ان چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو نقصان پہنچا سکتی ہیں اور نہ ہی نفع دے سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کو ایسی چیز کی خبر دیتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو معلوم نہیں نہ آسمانوں میں اور نہ زمین میں' وہ پاک اور برتر ہے ان لوگوں کے شرک سے"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ قُرْبَانًا اٰلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذٰلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ﴾ (الاحقاف:۲۸)

"تو قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی۔ بلکہ وہ تو ان سے کھو جائیں گے۔ یہ ان کا محض جھوٹ ہے

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى ﴾ (الزمر: ۳)

"ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیں"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يَأْمُرَكُمْ أَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلَائِكَةَ وَالنَّبِيِّينَ أَرْبَابًا أَيَأْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ إِذْ أَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ﴾ (آل عمران: ۸۰)

"اور یہ نہیں ہو سکتا کہ وہ تمہیں فرشتوں اور انبیاء کو رب بنا لینے کا حکم دے۔ کیا وہ تمہارے مسلمان ہونے کے بعد بھی تمہیں کفر کا حکم دے گا

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِنْ دُونِهِ فَلَا يَمْلِكُونَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيلًا۔ أُولَئِكَ الَّذِينَ يَدْعُونَ يَبْتَغُونَ إِلَى رَبِّهِمُ الْوَسِيلَةَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ وَيَرْجُونَ رَحْمَتَهُ وَيَخَافُونَ عَذَابَهُ إِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُورًا ﴾ (الاسراء: ۵۶۔۵۷)

"کہہ دیجئے کہ اللہ کے سوا جنہیں تم معبود سمجھ رہے ہو انہیں پکار کے دیکھو لو وہ نہ تو تم سے کسی تکلیف کو دور ہی کر سکتے ہیں اور نہ ہی بدل سکتے ہیں جنہیں یہ لوگ پکارتے ہیں خود وہ اپنے رب کے قرب کی جستجو میں رہتے ہیں

کہ کون ان میں سے اس کے زیادہ نزدیک ہے وہ خود اس کی رحمت کے امیدوار ہیں اور اس کے عذاب سے خوفزدہ رہتے ہیں یقیناً تیرے رب کا عذاب چیز ہی ایسی ہے کہ اس سے ڈرا جائے"۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتلا دیا ہے کہ ان کے علاوہ جن جن کو پکارا جاتا ہے وہ نہ تو کسی سے تکلیف کو دور کر سکتے ہیں اور نہ ہی بدل سکتے ہیں بلکہ وہ خود اس کی رحمت کی امید رکھے ہوئے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈر رہے ہیں۔

مشرک کے حق میں نبی کی سفارش بھی قبول نہ ہوگی

اللہ تعالیٰ کے ہاں کوئی فرشتہ یا نبی بھی سفارس نہیں کر سکتا جب تک کہ اس کو سفارش کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور سفارش ایک قسم کی دعا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ لوگوں کی ایک دوسرے کے حق میں دعا نفع بخش ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حکم بھی دیا ہے۔ لیکن کوئی دعا کرنے والا یا سفارش کرنے والا کسی کے لیے دعا یا سفارش نہیں کر سکتا جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اجازت نہ مل جائے۔ جب کہ مشرکین کے لئے تو مغفرت کی دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْا أُولِي قُرْبٰى مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ أَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ. وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ إِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ ﴾ (التوبہ: ۱۱۳۔ ۱۱۴)

"نبی (ﷺ) اور اہل ایمان کے لیے جائز نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے بخشش

کی دعا کریں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں اس فیصلہ کے ظاہر ہو جانے کے بعد کہ وہ دوزخی ہیں۔ اور ابراہیم (علیہ السلام) کا اپنے باپ کے لیے بخشش کی دعا کرنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا جو انہوں نے اس سے کر لیا تھا۔ پھر جب ان پر یہ بات ظاہر ہو گئی کہ وہ اللہ کا دشمن ہے تو وہ اس سے بے تعلق ہو گئے۔ یقیناً ابراہیم علیہ السلام بڑے نرم دل اور بردبار تھے"۔

منافقین کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ سَوَاءٌ عَلَيْهِمْ أَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ أَمْ لَمْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ لَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ﴾ (المنافقون: ٦)

"ان کے حق میں آپ کا استغفار کرنا اور نہ کرنا دونوں برابر ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہرگز معاف نہ کرے گا یقیناً اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"۔

مشرکوں کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ﴾ (النساء: ٤٨)

"یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کیے جانے کو نہیں بخشتا اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دیتا ہے"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِنْهُمْ مَاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ إِنَّهُمْ كَفَرُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَاتُوا وَهُمْ فَاسِقُونَ ﴾ (التوبہ: ٨٤)

"ان میں سے جو بھی مر جائے آپ اس کی نماز جنازہ ہرگز نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں' انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کا انکار کیا ہے



اور مرتے دم تک نافرمان رہے"۔

دعا کرنے میں اعتداء (حد سے نکل جانا) حرام ہے

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ﴾ (الاعراف: ۵۵)

"تم اپنے رب سے گڑگڑا کر بھی اور چپکے چپکے بھی دعا کیا کرو یقیناً اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو حد سے نکل جانے والے ہیں"۔

دعا کرنے میں حد سے تجاوز کرنے کی تعریف

دعا کرنے میں حد سے تجاوز یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ سے ایسی باتوں کا سوال کرے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے حصہ میں رکھی ہی نہیں ہیں۔ مثلاً کوئی غیر نبی ہو کر اللہ تعالیٰ سے انبیاء کے مقام و مرتبہ کے حصول کی دعا کرے یا کوئی مشرکین کے لیے دعائے مغفرت کرے یا پھر ایسی بات کا سوال کرے جس سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی لازم آتی ہو۔ مثلاً اللہ تعالیٰ سے کفر و فسق اور نافرمانی کے لیے مدد کرنے کی دعا کرے۔

سفارش بھی اسی کا حق ہے جس کو اجازت ہو گی اور اگر کسی کی سفارش دعا کی صورت میں ہو تو اسے ایسی دعا ہی کرنی چاہیے جس میں ظلم و زیادتی نہ ہو اگر کوئی شخص ایسی دعا کرے جو جائز نہیں ہے تو اس کی دعا قبول نہیں کی جاتی جیسے نوح علیہ السلام کا مشرک بیٹے کے لئے دعا کرنا بھی ناجائز تھا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّ ابْنِىْ مِنْ أَهْلِىْ وَإِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَأَنْتَ أَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ۔ قَالَ يَا نُوْحُ إِنَّهُ لَيْسَ مِنْ أَهْلِكَ إِنَّهُ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ

عِلْمٌ إِنِّي أَعِظُكَ أَنْ تَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ. قَالَ رَبِّ إِنِّي أَعُوْذُبِكَ أَنْ أَسْئَلَكَ مَالَيْسَ لِي بِهِ عِلْمٌ وَإِلَّا تَغْفِرْلِيْ وَ تَرْحَمْنِيْ أَكُنْ مِنَ الْخَسِرِيْنَ ﴾ (هود:۴۷)

"بے شک میرا بیٹا تو میرے گھر والوں میں سے ہے۔ یقیناً تیرا وعدہ بالکل سچا ہے اور تو تمام حاکموں سے بہتر حاکم ہے' اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح یقیناً وہ تیرے گھرانے سے نہیں ہے' اس کے اعمال ناشائستہ ہیں' تجھے ہرگز اس بات کا سوال نہیں کرنا چاہیے جس کا تجھے مطلقاً علم نہ ہو۔ میں تجھے نصیحت کرتا ہوں کہ تو جاہلوں میں سے اپنا شمار کرانے سے باز رہے۔ نوح علیہ السلام نے کہا کہ اے میرے رب میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے ایسی چیز کا سوال کروں جس کا مجھے علم ہی نہ ہو' اگر تو مجھے نہ بخشے گا اور مجھ پر رحم نہیں فرمائے گا تو میں خسارہ پانے والوں میں سے ہو جاؤں گا"۔

جو بھی شخص کسی کے حق میں کوئی دعا یا سفارش کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلے اور مشیت کے مطابق ہی کرتا ہے۔ وہی اللہ ہے جو دعا اور سفارش قبول کرنے والا ہے اور وہی تمام اسباب اور وسائل کا خالق ہے۔ دعا بھی اللہ تعالیٰ کے تخلیق کردہ اسباب میں سے ایک سبب ہے۔

اسباب کو ترک کرنا جہالت اور ان پر بھروسہ کرنا شرک ہے

اللہ تعالیٰ نے ہی تمام اسباب پیدا فرمائے ہیں اس لیے کلی طور پر اسباب کو ترک ہی کر دینا شریعت کی خلاف ورزی اور جہالت ہے۔[1] لیکن اسباب پر ہی

بھروسہ کر لینا شرک ہے اور عقل بھی اس کو اچھا نہیں سمجھتی بلکہ انسان کے لیے ضروری ہے کہ وہ بھروسہ کرے تو صرف اللہ تعالیٰ پر کرے اسی طرح دعا اور سوال بھی اسی سے کرے اور اسی کی طرف رغبت رکھے۔ البتہ ظاہری اسباب اختیار کرنا سنت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے مختلف اسباب پیدا فرمائے ہیں ان میں سے مخلوق کا ایک دوسرے کے حق میں دعا کرنا بھی ایک سبب ہے۔

زندہ آدمی سے دعا کروانا جائز ہے

اگر ادنیٰ آدمی اعلیٰ کے لیے اور اعلیٰ ادنیٰ کے لیے دعا کرے تو یہ درست ہے۔ جیسے صحابہ کرام نبی ﷺ کو بارش کے حصول کے لیے سفارشی بنا کر ان سے دعا کرواتے اور درخواست کیا کرتے تھے، بلکہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور تمام مسلمان آپ ﷺ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کو لے جا کر اللہ تعالیٰ سے بارش کی دعا کیا کرتے تھے۔

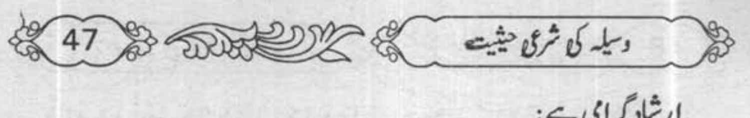
اسی طرح لوگ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام سے سفارش کرنے کی درخواست کریں گے خصوصاً حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تمام سفارش کرنے والوں کے سردار ہیں جن کی خدمت میں لوگ خاص مقامات پر بھی سفارش کی درخواست کریں گے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ بخاری، مسلم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ

---

[1] نبی ﷺ کا نے ایک آدمی کو ارشاد فرمایا تھا:

﴿ اِعْقِلْهَا وَتَوَكَّلْ ﴾ "اس کو باندھنے کے بعد اللہ پر بھروسہ کرو"۔ (ترمذی، القیامۃ، باب حدیث اعقلھا و توکل، حدیث: ۲۰۱۷، امام ترمذی نے اس کو حسن کہا ہے)



ارشادگرامی ہے:

﴿ إِذَا سَمِعْتُمُ الْمُؤَذِّنَ فَقُوْلُوْا مِثْلَ مَا يَقُولُ، ثُمَّ صَلُّوْا عَلَيَّ ، فَإِنَّهُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ بِهَا عَشْرًا، ثُمَّ سَلُوْا اللّٰهَ لِيَ الْوَسِيْلَةَ فَإِنَّهَا مَنْزِلَةٌ فِي الْجَنَّةِ لَا تَنْبَغِي إِلَّا لِعَبْدٍ مِنْ عِبَادِاللّٰهِ، وَأَرْجُوْ أَنْ أَكُوْنَ أَنَا هُوَ، فَمَنْ سَأَلَ لِيَ اللّٰهَ الْوَسِيْلَةَ حَلَّتْ عَلَيْهِ الشَّفَاعَةُ ﴾ (صحیح مسلم، الصلوۃ، باب استحباب القول مثل قول المؤذن..... حدیث:۸۴۹)

"جب تم اذان سنو تو جس طرح مؤذن کہتا ہے اسی طرح جواب دو پھر مجھ پر درود بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر دس رحمتیں نازل فرماتے ہیں، پھر میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرو وہ جنت میں ایک درجہ کا نام ہے جو اللہ تعالی کے بندوں میں سے صرف ایک بندے کو عطا کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ وہ میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ہی ہوں گا، لہٰذا جو شخص میرے لیے اللہ تعالیٰ سے وسیلہ کا سوال کرے اس کو (قیامت کے دن) میری شفاعت نصیب ہو گی"۔

دیکھیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کو اپنے لیے وسیلہ کے حصول کی دعا کرنے کا حکم دے رہے ہیں لیکن عام لوگوں کی طرح اس کو درخواست کرنا نہیں کہیں گے بلکہ یہ بھی دیگر ان تمام اطاعت و فرمانبرداری کے امور میں شامل ہے جس کے کرنے سے لوگوں کو اجر و ثواب عطا کیا جاتا ہے۔ باوجود اس کے کہ جتنا ثواب ان سب کو ملے گا ساتھ ساتھ اتنا ہی ثواب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ملے گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَنْ دَعَا إِلَى هُدًى، كَانَ لَهُ مِنَ الْأَجْرِ مِثْلُ أُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ

ذٰلِكَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْئًا، وَمَنْ دَعَا إِلٰى ضَلَالَةٍ، كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ أُثَامِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ أُثَامِهِمْ شَيْئًا ﴾ (صحیح مسلم، کتاب العلم، باب من سن سنۃ حسنۃ اوسیئۃ..... حدیث: ۲۸۰۴)

"جو شخص کسی کو راہ ہدایت کی طرف بلاتا ہے اسے ہدایت کی اتباع کرنے والوں کے برابر ثواب ملتا ہے یہ چیز ان کے اجر میں کوئی کمی بھی واقع نہیں کرتی اور جو شخص کسی کو گمراہی کی طرف بلاتا ہے اسے گناہ پر چلنے والوں کے برابر گناہ ہوتا ہے یہ چیز ان کے گناہوں میں کوئی کمی واقع نہیں کرتی۔ اور آپ ﷺ تو پوری امت کو رشد و ہدایت کی طرف بلانے اور دعوت دینے والے ہیں، اس لیے جو بھی شخص کوئی بھی نیکی کرے گا آپ ﷺ کو اس کے مثل اجر ملے گا"۔

اسی طرح جو شخص آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنی دس رحمتوں کا نزول فرماتے ہیں اور اتنا ہی اجر برابر نبی ﷺ کو بھی ملتا ہے اس کے ساتھ ساتھ کہ ان کی دعا بھی آپ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ اور اس دعا کے سبب اللہ تعالیٰ ان کو اجر بھی عطا فرماتے ہیں۔ یہ سب کچھ محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعام و اکرام کا نتیجہ ہے۔

اسی طرح نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَدْعُو لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ، إِلَّا قَالَ الْمَلَكُ وَلَكَ بِمِثْلٍ ﴾ (صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعا، باب فضل الدعاء للمسلمین بظهر الغیب، حدیث: ۶۹۲۷)

"جو بھی مسلمان اپنے بھائی کے لئے اس کی عدم موجودگی میں کوئی دعا کرتا

ہے'تو فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے لئے بھی ایسے ہو جائے"۔

ایک بھائی کا دوسرے کے لیے دعا کرنا دونوں کے لیے فائدہ مند ثابت ہوتا ہے اگرچہ دعا کرنے والا آدمی اس کے پاس ہی کیوں نہ ہو جس کے لیے دعا کی جارہی ہے۔ مومن آدمی جب دوسرے بھائی کے لیے دعا کرتا ہے تو اس کا فائدہ دونوں کو پہنچتا ہے۔

اگر کوئی شخص دونوں کی نیت دل میں کر کے دوسرے بھائی کو دعاء کے لیے درخواست کرتا ہے تو اس صورت میں وہ دونوں ہی نیکی اور تقویٰ کی بنیاد پر اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے دعا کروانے والا دوسرے بھائی کو جس سے درخواست کی جارہی ہے بتلا دے اور ایسی بات کا اشارہ کر دے جس میں دونوں کا نفع مضمر ہو۔

جس سے دعا کرنے کی درخواست کی جاتی ہے جب وہ دعا کرے گا تو اس کو اسی طرح ہی ثواب ملے گا جیسے کوئی شخص کسی کو نیکی اور تقویٰ کی تبلیغ کرتا ہے تو اس کو بھی عمل کرنے والے آدمی کے برابر ثواب ملتا ہے کیونکہ اس نے ہی اس کو اس کی دعوت دی ہے۔

مختلف دعاؤں کے کرنے کا انسانوں کو حکم دیا گیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ﴾ (محمد:١٩)

"اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کرو اور مومن مردوں اور مومنہ عورتوں کے حق میں بھی"۔

اس آیت مبارکہ میں آپ ﷺ کو استغفار کا حکم دیا جارہا ہے۔ اسی طرح



اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَّلَمُوْا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴾ (النساء: ۶۴)

"اور اگر یہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا' تیرے پاس آجاتے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے استغفار کرتے' تو یقیناً یہ لوگ اللہ تعالیٰ کو معاف کرنے والا مہربان پاتے"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر فرمایا ہے کہ ان لوگوں کا اپنے گناہوں کی معافی مانگنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ان کے لیے بخشش مانگنا مامور بہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے اللہ سے معافی مانگنے کا حکم دیا ہے مخلوق کو مخلوق سے مانگنے کا حکم نہیں دیا بلکہ انسان کو تو اللہ تعالیٰ نے مختلف اعمال سرانجام دینے کا حکم دیا ہے جن میں سے بعض واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں۔ انسان ان امور کو اللہ تعالیٰ کی عبادت' اس کی فرمانبرداری اور اللہ کے قرب کے حصول کی خاطر بجا لاتا ہے جس میں خود انسان کے لیے بہتری اور خیر خواہی کا سامان ہے۔

ایمان کی دولت سب سے بڑی دولت ہے

انسان کو جب نیک اعمال بجالانے اور اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق مل جاتی ہے تو یہ اس پر اللہ رب العزت کا بہت بڑا احسان اور انعام ہوتا ہے بلکہ انسانوں پر جس قدر بھی اللہ تعالیٰ احسان کرتا ہے ان میں سب سے بڑی نعمت اور احسان یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایمان قبول کرنے کی توفیق عطا فرمادے۔

اور ایمان قول اور فعل کے مجموعہ کا نام ہے یہ نیکی اور فرمانبرداری

کرنے سے بڑھتا ہے۔ یعنی جب انسان کوئی اچھا عمل کرتا ہے تو اس کی بدولت اس کا ایمان بڑھ جاتا ہے یہی وہ حقیقی انعام ہے جس کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں کیا ہے۔

﴿ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ﴾ (الفاتحہ:۷)

"ان لوگوں کا راستہ دکھا جن پر تو نے انعام کیا ہے"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بھی حقیقی انعام کا تذکرہ ہے:

﴿ وَمَنْ يُطِعِ اللَّهَ وَالرَّسُولَ فَأُولَئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ﴾ (النساء:٦٩)

"اور جو بھی اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کرے، وہ ان لوگوں کے ساتھ ہو گا جن پر اللہ نے انعام کیا ہے"۔

دین کی نعمت ہی حقیقی نعمت ہے

دنیا کی وہ نعمتیں جن کے ساتھ دینداری کی نعمت نہ ہو کیا انہیں نعمت کہا جائے گا یا نہیں؟ اس میں علماء کے دو قول ہیں۔

درست بات یہ ہے کہ ایک لحاظ سے تو دنیا کی چیزیں نعمت ہیں لیکن وہ مکمل نعمت نہیں ہیں جبکہ دین کی نعمت اس لائق ہے کہ اس کی طلب کی جائے کیونکہ دین ان احکامات پر مشتمل ہے جن کو سرانجام دینے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کچھ ان میں سے واجب کچھ مستحب ہیں۔ تمام مسلمانوں کے نزدیک بالاتفاق ایسی نعمت کے حصول کی دعا کرنی چاہیے۔ اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہی حقیقی نعمت ہے لیکن عقیدہ یہ ہونا چاہیے کہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ نے ہی اس کے اعمال صالحہ کے سبب اس کو عطا کی ہے۔



جبکہ قدریہ فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے صرف یہ انعام کیا ہے کہ اس نے انسان خود اپنی محنت سے ہی اس کو دو متضاد کاموں کی صلاحیت عطا کر دی ہے اور بس (یہ عقیدہ درست نہیں)۔

غیر اللہ سے سوال کرنا حرام ہے

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس بات کی قطعی اجازت نہیں دیتا کہ وہ مخلوق سے کوئی بھی سوال کرے سوائے اس کے جس میں مخلوق کی خیر خواہی ہو وہ تو مخلوق کو صرف اس کا حکم دیتا ہے جس میں اس کی مصلحت ہوتی ہے جو کبھی واجب ہوتا ہے تو کبھی مستحب اس کے علاوہ کسی چیز کا حکم نہیں دیتا۔

بلکہ بغیر ضرورت کے کسی شخص کا دوسرے سے مال مانگنا حرام ہے۔ لیکن اگر یہ کام اس کی خیر خواہی یا ان دونوں کی خیر خواہی کے ارادے سے کیا جائے تو پھر یہ باعث اجر و ثواب ہو گا۔ لیکن اگر اس سے مقصود صرف اپنی ضرورت پوری کرنا ہو تو پھر اس کا ثواب نہ ہو گا۔

اللہ تعالیٰ ایسے سوال کا قطعاً حکم نہیں دیتا جس میں کسی کی خیر خواہی اور مصلحت کا ارادہ نہ ہو بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے سوال سے منع کرتے ہیں وہ تو ہمیں اپنی عبادت کرنے اور اپنی طرف متوجہ ہونے کا حکم دیتا ہے۔

لیکن اگر اس سوال میں کسی کی خیر خواہی اور بہتری مقصود نہ ہو اور نہ ہی اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت ہو اور نہ ہی دعا یعنی نماز کا ارادہ ہو اور نہ ہی مخلوق پر احسان کی نیت ہو جیسے زکوٰۃ ادا کرنا ہے۔ اگر ان میں سے کوئی مقصود نہ ہو تو پھر اس میں ثواب نہیں ملے گا۔ گو ضرورت کے تحت سوال کرنے میں وہ گناہ گار تو نہ ہو گا لیکن کسی چیز کا انسان کو حکم دینا اور کسی کی اجازت دینا دونوں میں واضح فرق

ہے۔

کیا آپ کو وہ حدیث یاد نہیں ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

"اگرچہ دم کرنا جائز ہے لیکن درج ذیل فضیلت دم کرنے والوں کو نہیں ملے گی"۔

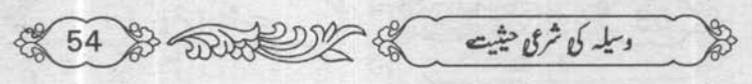
اللہ تعالیٰ کسی وسیلہ کے بغیر سب کی سنتا ہے

اب ہم اس نتیجہ تک پہنچے ہیں کہ جو شخص دنیا کے بادشاہوں اور عوام کی طرح اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان وسیلہ کو ثابت کرتا ہے وہ مشرک ہے کیونکہ یہ نظریہ تو مشرکین کا تھا جو بتوں کی عبادت کرتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یہ تو صرف انبیاء کرام اور صالحین کے مجسمے ہیں' اور یہ صرف اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کے لیے ایک وسیلہ ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَاۤ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴾ (الزمر: ۳)

"اور جن لوگوں نے اس کے علاوہ اولیاء بنا رکھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ یہ اللہ کی نزدیکی کے مرتبہ تک ہماری رسائی کرا دیں۔ یہ لوگ جس بارے میں اختلاف کر رہے ہیں اس کا فیصلہ اللہ کرے گا یقیناً جھوٹے اور ناشکرے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ہدایت کی راہ نہیں دکھلاتا"۔

یہی وہ شرکیہ عقیدہ ہے جس کی بنا پر اللہ تعالیٰ نے عیسائیوں کی تردید



فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِتَّخَذُوْا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوْا إِلَّا لِيَعْبُدُوْا إِلٰهًا وَّاحِدًا لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحٰنَهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴾

(التوبۃ:۳۱)

"ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا اور مریم کے بیٹے مسیح (علیہ السلام) کو بھی' حالانکہ ان کو صرف اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا۔ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں وہ ان کے شریک ٹھہرانے سے پاک ہے"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَإِنِّيْ قَرِيْبٌ أُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴾ (البقرۃ:۱۸۶)

"جب میرے بندے میرے بارے میں آپ سے سوال کریں تو آپ کہہ دیں کہ میں بہت ہی قریب ہوں' ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں' اس لیے لوگوں کو بھی چاہیے کہ وہ میری بات مان لیں اور مجھ پر ایمان لائیں' شاید کہ وہ بھلائی حاصل کریں"۔

یعنی جب میں انہیں کوئی کام کے کرنے یا کسی بات سے رکنے کا حکم دوں تو اس کو تسلیم کریں اور مجھ پر یقین کرلیں کہ میں ان کی دعاؤں کو اور رونے دھونے کو قبول کروں گا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ۔ وَإِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ﴾ (الانشراح:۷۔۸)

"پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور صرف اپنے رب کی طرف دل لگا"۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ﴾ (الاسراء: ٦٧)

"اور جب تمہیں سمندر میں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو جنھیں تم پکارتے ہو سب کے سب گم ہو جاتے ہیں صرف وہی اللہ ہی باقی رہ جاتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَاءَ الْأَرْضِ ﴾ (النمل: ٦٢)

"بے کس کی پکار کو جبکہ وہ پکارتا ہے تو کون اس کی دعا کو قبول کر کے سختی کو دور کرتا ہے اور کون ہے جو تمہیں زمین کا خلیفہ بناتا ہے"۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَسْئَلُهُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴾ (الرحمٰن: ٢٩)

"تمام آسمانوں و زمین والے اسی سے ہی مانگتے ہیں ہر دن وہ ایک شان میں ہوتا ہے"۔

اللہ تعالیٰ نے توحید کے اس عقیدہ کو قرآن پاک میں اس انداز سے واضح کیا ہے اور شرک کی جڑوں کو اس طرح کاٹ دیا ہے کہ اگر اس پر غور کیا جائے تو لوگ اللہ تعالیٰ کے علاوہ نہ کسی سے ڈریں' نہ ہی کسی سے کوئی امید رکھیں اور نہ ہی اللہ کے سوا کسی پر بھروسہ کریں گے۔"



صرف اللہ ہی سے ڈرنا چاہیے

اس دنیا میں صرف اللہ تعالیٰ ہی ایسی ذات ہے جس سے ساری مخلوق کو ڈرنا چاہیے۔ اللہ کے علاوہ کسی سے ڈرنا ایمان کے منافی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوا بِأٰيٰتِي ثَمَنًا قَلِيلًا ﴾ (المائدہ: ۴۴)

"لہٰذا تمہیں چاہیے کہ لوگوں سے نہ ڈرو اور صرف میرا ڈر رکھو اور میری آیات کو تھوڑے مول پر نہ بیچو"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

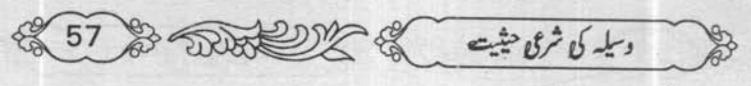
﴿ إِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ أَوْلِيَاءَهُ فَلَا تَخَافُوهُمْ وَخَافُونِ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴾ (آل عمران: ۱۷۵)

"یہ خبر دینے والا صرف شیطان ہی ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہے تم ان کافروں سے نہ ڈرو اور مجھ ہی سے ڈرو اگر تم مومن ہو"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ قِيلَ لَهُمْ كُفُّوا أَيْدِيَكُمْ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَآتُوا الزَّكٰوةَ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ يَخْشَوْنَ النَّاسَ كَخَشْيَةِ اللّٰهِ أَوْ أَشَدَّ خَشْيَةً ﴾ (النساء: ۷۷)

"کیا تم نے ان کو نہیں دیکھا جنہیں حکم دیا گیا تھا کہ اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو' پھر جب انہیں قتال کا حکم دیا گیا تو اسی وقت ان کی ایک جماعت لوگوں سے اس قدر ڈرنے لگے جیسے اللہ تعالیٰ کا ڈر



ہو' بلکہ اس سے بھی زیادہ"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰهِ مَنْ أٰمَنَ بِاللّٰهِ وَلْيَوْمِ الاخِرِ وَأَقَامَ الصَّلٰوةَ وَأٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللّٰهَ ﴾ (التوبہ:۱۸)

"اللہ تعالیٰ کے گھروں کی رونق و آبادی ان لوگوں کے مقدر میں ہے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں' نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوۃ ادا کرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے"۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَأُلٰئِكَ هُمُ الفَائِزُوْنَ ﴾

(النور:۵۲)

"جو بھی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرتے ہیں' خوف الٰہی رکھتے ہیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے ہیں وہی کامیاب ہونے والے ہیں"۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے واضح کیا ہے کہ فرمانبرداری تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم دونوں کی کی جائے گی لیکن ڈر صرف اکیلے اللہ ہی کا رکھا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَقَالُوا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ﴾

(التوبہ:۵۹)

"اگر یہ لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دیے ہوئے پر خوش ہو جاتے اور یہ کہتے کہ اللہ ہمیں کافی ہے اور اس کا رسول



بھی"۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴾ (آل عمران: ۱۷۳)

"وہ لوگ کہ جب ان سے لوگوں نے کہا کہ کافروں نے تمہارے مقابلے پر لشکر جمع کیے ہوئے ہیں، تم ان سے ڈرو، تو اس بات نے ان کے ایمان میں اضافہ کر دیا اور انھوں نے جواب میں کہا کہ ہمیں اللہ ہی کافی ہے اور وہ بہت اچھا کارساز ہے"۔

توحید ربانی رسول اللہ ﷺ کی زبانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو قدم قدم پر اللہ کی توحید کا سبق دیا اور شرک کی جڑیں کاٹ کر رکھ دیں۔ جو کلمہ طیبہ "لا الہ الا اللّٰہ" ہم پڑھتے ہیں اس کا فلسفہ اور مطلوب بھی سمجھا دیا۔ یعنی لفظ "الہ" جس کا معنی معبود ہے یعنی وہ ہستی جس کی کامل محبت، عظمت و جلال اور بزرگی کی وجہ سے اس کی رحمت کی امید کی جائے اور اس کے عذاب سے ڈرا جائے جس کے سبب لوگوں کے دل نرم ہو جائیں۔

حتیٰ کہ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اس بات کی تعلیم دی اور فرمایا:

﴿ لَا تَقُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشَاءَ مُحَمَّدٌ، وَلٰكِنْ قُوْلُوْا مَاشَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ شَاءَ مُحَمَّدٌ ﴾ (حدیث صحیح ہے۔ مسند امام احمد)

"ایسے مت کہو کہ جو اللہ چاہے اور جو محمد ﷺ چاہے، بلکہ اس طرح کہو کہ جو اللہ تعالیٰ چاہے پھر جو محمد ﷺ چاہے"۔

اسی طرح ایک آدمی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا "مَاشَاءَ اللّٰهُ وَشِئْتَ" وہی ہو گا جو اللہ چاہے اور جو آپ ﷺ چاہیں، تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ أَجَعَلْتَنِيْ لِلّٰهِ نِدًّا قُلْ مَاشَاءَ اللّٰهُ وَحْدَهُ ﴾ (مسند امام احمد ۱/ ۲۱۴۔ حدیث حسن ہے)

"کیا تو مجھے اللہ تعالیٰ کا شریک بنانا چاہتا ہے بلکہ اس طرح کہہ کہ وہی ہو گا جو صرف اللہ تعالیٰ چاہے گا"۔

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ أَوْ لِيَصْمُتْ ﴾ (صحیح بخاری، الشھادات، باب کیف یستحلف، حدیث: ۲۶۷۹، صحیح مسلم، الایمان، باب النھی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ، حدیث: ۴۲۵۹)

"جو شخص بھی قسم اٹھانا چاہے وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھائے یا پھر خاموش رہے"۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ أَشْرَكَ ﴾ (مسند امام احمد ۱، ۴۷ حدیث صحیح ہے۔)

"جو شخص غیر اللہ کی قسم کھاتا ہے یقیناً وہ شرک کا ارتکاب کرتا ہے"۔

اور آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا:

﴿ إِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَإِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ جَفَّ الْقَلَمُ بِمَا أَنْتَ لَاقٍ، فَلَوْ جَهِدَتِ الْخَلِيْقَةُ عَلٰى أَنْ تَنْفَعَكَ لَمْ تَنْفَعْكَ إِلَّا بِشَيْئٍ

كَتَبَ اللّٰهُ لَكَ وَلَوْ جَهِدَتْ أَنْ تَضُرُّكَ لَمْ تَضُرُّكَ إِلَّا بِشَيٍ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ ﴾ (جامع ترمذی' القیامتہ' باب حدیث حنظلہ حدیث:۲۵۱۶)

"جب بھی تو سوال کرے تو اللہ تعالیٰ سے سوال کر اور جب بھی تو مانگے تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگ قلم وہ کچھ لکھ کر سوکھ گیا جو تیرے مقدر میں تھا' اگر تمام مخلوق تجھے کچھ نفع پہنچانے میں کوشاں ہو جائے تو وہ تجھے اس کے سوا کچھ نفع نہیں دے سکتی جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے لکھ دی ہے اور اگر پوری مخلوق تجھے کوئی نقصان پہنچانے کی کوشش کرے تو تجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ نے تیرے لئے لکھ دیا ہے"۔

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿ لَا تُطْرُوْنِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ' فَإِنَّمَا أنا عَبْدُهُ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰهِ وَ رَسُوْلُهُ ﴾ (صحیح بخاری' الانبیاء' باب قول اللہ تعالیٰ (واذکر فی الکتاب مریم ....)' حدیث:۳۴۴۵)

"تم مجھے اس طرح بڑھا چڑھا کر بیان نہ کرنا جیسے نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا (یعنی انہیں رب ہی بنا دیا) میں تو صرف اللہ کا بندہ ہوں لہٰذا تم میرے بارے میں یوں کہو اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول"۔

اسی طرح ارشاد نبوی ﷺ ہے:

﴿ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَل قَبْرِي وَ ثَنَا يُعْبَدُ ﴾ (حدیث صحیح ہے۔ مؤطا امام مالک' کتاب السفر' باب ۸۵۔ مسند امام احمد ۲/ ۲۴۶)

"اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ اس کی عبادت کی جائے"۔

اسی طرح نبی ﷺ نے فرمایا:

﴿ لَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا، وَصَلُّوْا عَلَیَّ فَإِنَّ صَلَاتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ ﴾ (حدیث حسن ہے، ابوداود، المناسک، باب زیارۃ القبور، حدیث: ۲۰۴۲)

"میری قبر کو میلہ گاہ نہ بناؤ بلکہ مجھ پر درود بھیجو کیونکہ تم جہاں بھی ہو گے تمہارا درود مجھ تک پہنچ جاتا ہے"۔

اسی طرح آپ ﷺ نے اپنی مرض الموت کے ایام میں ارشاد فرمایا:

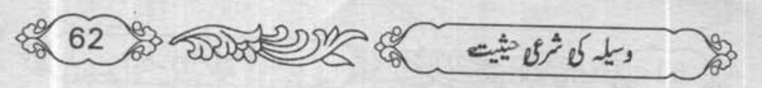
﴿ لَعَنَ اللّٰهُ الْیَهُوْدَ وَالنَّصَارٰی اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ أَنْبِیَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ یُحَذِّرُ مَا مِثْلَ مَا صَنَعُوْا، وَ قَالَتْ عَائِشَةُ: وَلَوْلَا ذٰلِكَ لَأَبْرَزَ قَبْرُهٗ، وَلٰکِنْ کَرِهَ أَنْ یُتَّخَذَ مَسْجِدًا ﴾ (بخاری، الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور، حدیث: ۱۳۳۰۔ مسلم، المساجد، باب النھی عن۔ بناء المسجد علی القبور ....، حدیث: ۱۱۸۴)

"اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائے انہوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اگر یہ ڈر نہ ہوتا تو آپ ؐ کی قبر کھلی رہتی لیکن مجھے یہی ڈر تھا کہ کہیں آپ کی قبر کو سجدہ گاہ نہ بنالیا جائے"۔

خالق کے پیدا کردہ اسباب کو اختیار کرنا شرک نہیں ہے

یہ بات جانی پہچانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کا خالق و مالک ہے مومن آدمی ان اسباب کو بھی ترک نہیں کرتا جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے بارش کو نباتات اگانے میں سبب بنایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَاءِ مِنْ مَّاءٍ فَأَحْیَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ



فِيهَا مِنْ كُلِّ دَابَّةٍ﴾ (البقرہ: ۱۶۴)

"اور جو اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی اتارا ہے، پس اس کے ساتھ مردہ زمین کو زندہ کر دیتا ہے۔ اور اس نے اس زمین میں ہر قسم کے جانوروں کو پھیلا دیا ہے"۔

اسی طرح جو اشیاء سورج اور چاند کی محتاج ہوتی ہیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورج اور چاند کو سبب بنایا ہے۔

اور بندوں کی سفارش اور دعا کو اللہ تعالیٰ نے اس چیز کا سبب بنا دیا ہے جس کے مطابق وہ فیصلہ کیا جاتا ہے مثلاً میت پر مسلمانوں کا نماز جنازہ پڑھنا اس کی مغفرت کا سبب ہے۔ اور لوگوں کی دعا کے سبب اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرتا ہے اس کو ثابت قدم فرماتا ہے۔

دنیاوی اسباب اختیار کرنے میں تین باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

اسباب اختیار کرنا جائز ہے۔ لیکن ان میں درج ذیل باتوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے۔

پہلی بات پہلی بات یہ ہے کہ کسی چیز کے لیے صرف ایک سبب کو خاص نہیں کر دینا چاہیے بلکہ جس قدر جائز اسباب ہیں سب کو اختیار کرنا چاہیے اور جو رکاوٹیں ہیں انہیں بھی دور کرنا چاہیے۔

جب تک اللہ تعالیٰ کسی کام کے اسباب کو پورا نہ کر دے اور اس کی رکاوٹوں کو دور نہ کر دے تب تک اس چیز کا حصول ممکن نہ ہو گا۔

دوسری بات اسی طرح دوسری بات یہ ہے کہ کسی دلیل کے بغیر کسی سبب کو اختیار کرنا یا کسی ناجائز سبب کو اپنانا درست نہیں ہے۔ مثلاً یہ خیال کرنا کہ نذر ماننے سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے نذر سے منع کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ إِنَّهُ لَا يَأْتِي بِخَيْرٍ، إِنَّمَا يُسْتَخْرَجُ بِهِ مِنَ الْبَخِيلِ ﴾ (بخاری' القدر' باب القاء العبد النذر الی القدر' حدیث: ٦٦٠٨۔ مسلم' النذر' باب النھی عن النذر .... ' حدیث: ۴۲۴۲)

"نذر سے انسان کو کوئی خیر و برکت حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ تو بخیل سے مال نکلواتے کا ایک ذریعہ ہے"۔

تیسری وجہ دینی امور میں سے کسی چیز کو سبب بنانا جائز نہیں سوائے ان کے جن کے بارہ میں کوئی دلیل شرعی موجود ہو۔

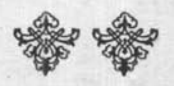
کیونکہ عبادات تمام کی تمام توقیفی (اللہ کی وضع کردہ) ہیں اس لیے انسان کے لیے جائز نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے اور اس کے علاوہ کسی اور کو پکارے۔ اگرچہ یہ اس کے نزدیک بعض اغراض و مقاصد کے حصول کا سبب ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح بدعت جو خلاف شریعت کام ہے اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جائے اگرچہ وہ اسے اچھی ہی لگے۔ انسان جب شرک کرتا ہے تو شیطان اس کے بعض مقاصد کے حصول میں اس کا تعاون کرتا ہے۔ اور وہ کفر و شرک اور نافرمانی کے ذریعہ بعض مقاصد کے حصول میں کامیاب ہو جاتا ہے لیکن جب کسی کام کا نقصان اس کے فائدے سے زیادہ ہو تو پھر ایسا کام کرنا انسان کے لیے جائز نہیں



ہے۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ تو مصالح کے حصول اور ان کی تکمیل کے لیے اور مفاسد کے خاتمہ کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ ہر اس کام کے کرنے میں مصلحت اور فائدہ ہے جسکے کرنے کا اللہ پاک نے حکم دیا اور جس کام سے اللہ نے منع کیا ہے اس کو کرنے سے فساد اور خرابی پیدا ہوتی ہے۔

وصلی اللّٰہ علی نبینا محمد واٰلہ واصحابہ وسلم



ادارہ کی دیگر کتب



شیخ ابن باز مرحوم ترجمہ، تخریج وتبویب مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری



شیخ الاسلام ابن تیمیہ ترجمہ، تخریج مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری



سید داؤد غزنوی ترجمہ، تخریج وتشریح مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری



شیخ صالح المنجد ترجمہ، تخریج وتبویب مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری



مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری



شیخ ابن رجب مرحوم ترجمہ وتلخیص مولانا قاری سیف اللہ ساجد قصوری







ناشر
ساجد اسلامک ریسرچ سنٹر
دارالاسلام السلفیہ (دارالاسلام کالونی) کھنڈیاں خاص قصور، پاکستان